جامعۃ المدینہ کے نصاب میں داخل علمِ منطق کی اہم کتاب

نِصَابُ المَنطِق

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
MC1286

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
(شعبۂ درسی کتب)

درسِ نظامی کے نصاب میں داخل علمِ منطق کی اہم کتاب

نِصَابُ المَنطِق

پیشکش

مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ درسی کتب)

ناشر

مکتبة المدینه باب المدینه کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : نصاب المنطق
پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبۂ درسی کتب)
سن طباعت (طبع ثالث) : شوال ۱۴۳۳ھ، اگست ۲۰۱۲ء
کل صفحات : 164 صفحات
ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی
قیمت :

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

مکتبۃ المدینۃ : شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی . ہاتف .3220331-021:
مکتبۃ المدینۃ : لاہور، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ . لاہور . ہاتف.37311679-042 :
مکتبۃ المدینۃ : سردار آباد (فیصل آباد : (أمین پور بازار . ہاتف.2632625-041 :
مکتبۃ المدینۃ : چوک شہیداں، میرپور . ہاتف.37212-058274 :
مکتبۃ المدینۃ : حیدرآباد : فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن . ہاتف.2620122-022 :
مکتبۃ المدینۃ : ملتان، نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ . ہاتف .4511192-061 :
مکتبۃ المدینۃ : اوکاڑہ، کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال . ہاتف2550767-044 :
مکتبۃ المدینۃ : راولپنڈی : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک اقبال روڈ . ہاتف.5553765-051:
مکتبۃ المدینۃ : خان پور، درانی چوک نہر کنارہ، ہاتف.5571686-068 :
مکتبۃ المدینۃ : نوابشاہ : چکرا بازار، نزد . MCB ہاتف4362145-0244 :
مکتبۃ المدینۃ : سکھر : فیضان مدینہ بیراج روڈ . ہاتف5619195-071 :
مکتبۃ المدینۃ : گجرانوالہ : فیضان مدینہ شیخوپورہ موڑ گجرانوالہ . ہاتف4225653-055 :
مکتبۃ المدینۃ : پشاور : فیضان مدینہ گلبرگ نمبر 1, النور سٹریٹ , صدر

http://www.dawateislami.net، E-mail: ilmia26@yahoo.com

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

’’ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ‘‘ کے ۱۹ حُروف کی نسبت سے

اس کتاب کو پڑھنے کی ۱۹ ’’ نِیّتیں ‘‘

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِه**. یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الكبير للطَبَراني، الحديث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: [۱] بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
[۲] جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(۱) ہر بار حمد و (۲) صلوٰۃ اور (۳) تعوُّذ و (۴) تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ (۵) رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ (۶) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور (۷) قِبلہ رُو مُطالَعَہ کروں گا (۸) کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ و کلام رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کروں گا (۹) درجہ میں اس کتاب پر استاد کی بیان کردہ توضیح توجہ سے سنوں گا (۱۰) استاد کی توضیح کو لکھ کر ’’ اِسْتَعِنْ بِيَمِيْنِكَ عَلَى حِفْظِكَ ‘‘ پر عمل کروں گا (۱۱) طلبہ کے ساتھ مل کر اس کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا (۱۲) اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو

اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا ﴿۱۳﴾ درجہ میں کتاب، استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر غسل کر کے، صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا ﴿۱۴﴾ اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کروں گا ﴿۱۵﴾ سبق سمجھ میں آجانے کی صورت میں حمد الٰہی عزوجل بجا لاؤں گا ﴿۱۶﴾ اور سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دعاء کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا ﴿۱۷﴾ سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا ﴿۱۸﴾ کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا) ﴿۱۹﴾ کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا۔ اس پر ٹیک نہیں لگاؤں گا۔

☆……☆……☆……☆

……علماء کی شان……

اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان پرنور ہے کہ: ’’جنتی جنت میں علماء کرام کے محتاج ہوں گے، اس لیے کہ وہ ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ((تَمَنَّوا عَلَيَّ مَا شِئْتُمْ)) ’’یعنی مجھ سے مانگو جو چاہو‘‘، وہ جنتی علماء کرام کی طرف متوجہ ہوں گے کہ اپنے رب کریم سے کیا مانگیں؟ وہ فرمائیں گے: ’’یہ مانگو وہ مانگو‘‘۔ یعنی جیسے لوگ دنیا میں علماء کرام کے محتاج تھے جنت میں بھی ان کے محتاج ہونگے۔

(’’الجامع الصغیر‘‘ للسیوطی، الحدیث: ۲۲۳۵، ص ۱۳۵)

فہرس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
١	تعارف المدینۃ العلمیہ	Vii	٢٥	**سبق نمبر......** (12)	23
٢	پیش لفظ	iX	٢٦	متکثر المعنی کی اقسام	//
٣	**سبق نمبر......** (1)	01	٢٧	**سبق نمبر......** (13)	26
٤	ابتدائی باتیں	//	٢٨	مرکب کی اقسام	//
٥	**سبق نمبر......** (2)	03	٢٩	**سبق نمبر......** (14)	29
٦	علم اور اس کی اقسام	//	٣٠	چند ضروری تعریفات	//
٧	**سبق نمبر......** (3)	05	٣١	**سبق نمبر......** (15)	31
٨	تصور و تصدیق کی اقسام	//	٣٢	اشیاء کی حقیقتیں	//
٩	**سبق نمبر......** (4)	06	٣٣	**سبق نمبر......** (16)	33
١٠	منطق کی حاجت کیوں؟	//	٣٤	مفہوم کی اقسام	//
١١	**سبق نمبر......** (5)	08	٣٥	**سبق نمبر......** (17)	35
١٢	دلالت اور وضع کا بیان	//	٣٦	نسبت کی اقسام	//
١٣	**سبق نمبر......** (6)	11	٣٧	**سبق نمبر......** (18)	39
١٤	دلالت لفظیہ اور غیر لفظیہ کی اقسام	//	٣٨	جزئی کی اقسام کا بیان	//
١٥	**سبق نمبر......** (7)	14	٣٩	**سبق نمبر......** (19)	41
١٦	دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام	//	٤٠	کلی کی تقسیمات	//
١٧	**سبق نمبر......** (8)	17	٤١	**سبق نمبر......** (20)	44
١٨	لفظ کی اقسام	//	٤٢	کلی کی تقسیم اول	//
١٩	**سبق نمبر......** (9)	18	٤٣	**سبق نمبر......** (21)	46
٢٠	مفرد کی تقسیمات	//	٤٤	جنس کی تقسیمات	//
٢١	**سبق نمبر......** (10)	20	٤٥	**سبق نمبر......** (22)	50
٢٢	اقسام مفرد باعتبار معنی مستقل و غیر مستقل	//	٤٦	نوع کی اقسام	//
٢٣	**سبق نمبر......** (11)	21	٤٧	**سبق نمبر......** (23)	52
٢٤	اقسام مفرد باعتبار وحدت و کثرت	//	٤٨	فصل کی تقسیمات	//

٤٩	**سبق نمبر...... (24)**	56	٧٣	**سبق نمبر...... (36)**	97
٥٠	کلی عرضی کی تقسیمات	//	٧٤	قضیہ شرطیہ متصلہ کی اقسام	//
٥١	**سبق نمبر...... (25)**	59	٧٥	**سبق نمبر...... (37)**	100
٥٢	کلی عرضی کی تقسیم اول	//	٧٦	قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تقسیمات	//
٥٣	**سبق نمبر...... (26)**	66	٧٧	**سبق نمبر...... (38)**	104
٥٤	معرف کا بیان	//	٧٨	تناقض کا بیان	//
٥٥	**سبق نمبر...... (27)**	69	٧٩	**سبق نمبر...... (39)**	109
٥٦	”ما ھو“ اور ”ای“ کا بیان	//	٨٠	عکس مستوی	//
٥٧	**سبق نمبر...... (28)**	73	٨١	**سبق نمبر...... (40)**	111
٥٨	قضیہ اور اس کی اقسام	//	٨٢	عکس نقیض	//
٥٩	**سبق نمبر...... (29)**	77	٨٣	**سبق نمبر...... (41)**	113
٦٠	قضیہ حملیہ کی تقسیمات	//	٨٤	جہت اور اس کی اقسام	//
٦١	**سبق نمبر...... (30)**	80	٨٥	**سبق نمبر...... (42)**	116
٦٢	قضیہ حملیہ کی تقسیم اول	//	٨٦	قیاس کی تقسیم	//
٦٣	**سبق نمبر...... (31)**	82	٨٧	**سبق نمبر...... (43)**	119
٦٤	قضیہ حملیہ کی تقسیم ثانی	//	٨٨	اشکال اربعہ کے نتیجہ دینے کی شرائط	//
٦٥	**سبق نمبر...... (32)**	85	٨٩	**سبق نمبر...... (44)**	132
٦٦	قضیہ حملیہ کی تقسیم ثالث	//	٩٠	قیاس استثنائی	//
٦٧	**سبق نمبر...... (33)**	88	٩١	**سبق نمبر...... (45)**	135
٦٨	قضیہ حملیہ کی تقسیم رابع	//	٩٢	استقراء وتمثیل	//
٦٩	**سبق نمبر...... (34)**	92	٩٣	**سبق نمبر...... (46)**	137
٧٠	مرکبہ کی اقسام	//	٩٤	مادہ کے اعتبار سے قیاس کی تقسیم	//
٧١	**سبق نمبر...... (35)**	95	٩٥	**سبق نمبر...... (47)**	138
٧٢	قضیہ شرطیہ کی تقسیم	//	٩٦	قیاس کے قضایا کی اقسام	//
-	☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆	-	٩٧	**خاتمہ**	145

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

المدينة العلمية

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علی اِحسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”**دعوتِ اسلامی**“ نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لیے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”**المدينة العلمية**“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اِصلاحی کُتُب
(۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب
(۵) شعبۂ تراجمِ کُتُب
(۶) شعبۂ تخریج

”**المدينة العلمية**“ کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ

اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل "**دعوتِ اسلامی**" کی تمام مجالس بشُمُول "**المدینۃ العلمیۃ**" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

محمد

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین اما بعد!

ہرفن کی ایک مسلمہ حیثیت ہے جیسے عربی عبارات کوحل کرنے کے لیے علم صرف ونحو کےقواعدکو جاننا اوراس کےقوانین کی پابندی کرنا لازمی ہے ایسے ہی کسی چیز میں غوروفکراور اس سے نتیجہ نکالنے میں غلطی سے بچنے کیلئے علم منطق کے اصول وقواعد کو جاننا اوراس کی پابندی کرنا ازحد ضروری ہے۔ مگرافسوس! اسے ''فضول ونا کارہ، غامض ودقیق ودشوار'' جیسی صفات سے متصف کرکے اس علم سے دامن کوسمیٹا جارہاہے حتی کہ طلباء اس سے بیزار دکھائی دیتے ہیں، جس کی ایک وجہ اس علم کی اہمیت سے نابلد ہونا ہے۔ چنانچہ اس علم کی اہمیت پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے:

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے اس علم کو دیگر علوم کی پختگی کیلئے معیار قرار دیا۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''مَنْ لَمْ یَعْرِفِ الْمَنْطِقَ فَلا ثِقَةَ لَہٗ فِی الْعُلُوْمِ اَصْلاً ''یعنی جو منطق نہیں جانتا اسے علوم میں بالکل پختگی حاصل نہیں ہوتی۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج۱۰حصہ اول ص۸۱)

ایسے ہی خاتم المحققین الشہیر بابن عابدین علامہ امین شامی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''سَمَّاہُ الْغَزَالِیُّ مِعْیَارَ الْعُلُوْمِ وَقَدْ أَلَّفَ فِیْہِ عُلَمَاءُ الاِسْلَامِ وَمِنْھُمْ الْمُحَقِّقُ ابْنُ الْھُمَامِ ''یعنی امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی نے اس (منطق) کا نام معیارِعلوم رکھا ہے اور علماءِ اسلام نے اس میں تالیفات فرمائی ہیں ان علماء میں سے محقق امام ابن ہمام علیہ رحمۃ الرحمٰن بھی ہیں۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج۱۰حصہ اول ص۸۱)

امامِ اہلسنت مجدد دِین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں ''نفسِ منطق ایک علمِ آلی وخادمِ اعلی الاعالی (عظیم الشان علوم کا خادم) ہے اس کے اصل مسائل یعنی مباحث کلیاتِ خمسہ وقولِ شارح وتقاسیمِ قضایا وتناقض وعکوس وصناعاتِ خمس کے تعلم میں اصلاً حرجِ شرعی نہیں اور نہ ہی یہ مسائل شریعتِ مطہّرہ سے کچھ مخالفت رکھیں۔''

مزید فرماتے ہیں'' آئمہ مؤیدین بِنُورِ اللہِ الْمُبِیْنِ اپنی سلامت فطرتِ عالیہ کے باعث اس کی عبارات واصطلاحات سے مستغنی (بے نیاز) تھے توان کے غیر بے شک ان قواعد کی حاجت رکھتے ہیں۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کونحو وصرف ومعانی وبیان وغیرہا علوم کی احتیاج نہ تھی کہ یہ ان کے اصل سلیقہ میں مرتکز (موجود) تھے اس سے ان کے غیر کا افتقار منتفی نہیں ہوتا۔ (یعنی ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے محتاج ہونے کی نفی نہیں ہوتی)۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں'' بہت ائمہ کرام نے اس سے اشتغال رکھا بلکہ اس میں تصانیف فرمائیں''۔ (ایضا)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں'' منطق کی تعلیم جائز ہے کہ فی نفسہ منطق میں دین کے خلاف کوئی چیز نہیں اسی وجہ سے متاخرین متکلمین نے منطق کو علم کلام کا ایک جزء قرار دے دیا اور اصول فقہ میں بھی منطق کے مسائل بطور مبادی ذکر کرتے ہیں۔'' (بہارشریعت حصہ۱۴ کتاب الاجارہ ص۸۳ فرید بک ڈپو دہلی)

علم منطق کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر ''**دعوتِ اسلامی**'' کی مجلس ''**المدینۃ العلمیہ**'' کے ''**شعبہ درسی کتب**'' نے علم منطق کے انتہائی اہم قواعد پر مشتمل کتاب بنام ''**نصاب المنطق**'' پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ جس پر مندرجہ ذیل طریقہ کار کے مطابق کام کیا گیا ہے:

- ......اسباق کوحتی المقدور آسان کر کے پیش کیا گیا ہے تا کہ طلباء کو یاد کرنے میں آسانی ہو۔
- ......منطق کے تمام اہم اسباق کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- ......اسباق میں نئی امثلہ بھی شامل کی گئی ہیں۔
- ......منطقی تعریفات کو ''وضاحت'' کے ذریعے آسان بنایا گیا ہے۔
- ......کتاب کی افادیت کو بڑھانے کے لیے اسباق کے آخر میں مشقوں کا اندراج بھی کیا گیا ہے۔
- ......طلباء کے علمی ذوق کیلئے جگہ بہ جگہ انتہائی مفید معلومات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

ان تمام تر کوششوں کے باوجود اگر اہل فن کتابت کی یا فنی غلطی پائیں تو مجلس کو مطلع فرما کر مشکور ہوں۔

اللہ عزوجل سے دعاء ہے کہ بانی دعوت اسلامی حضرت مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی وتمام علماء اہل سنت کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے اور قرآن وسنت کی عالم گیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوت اسلامی**'' کی تمام مجالس بشمول ''**المدینة العلمیة**'' کو دن پچیسویں، رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم)

شعبۂ درسی کتب

مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی)

تاریخ منطق

پہلی اور دوسری صدی ہجری تک مسلمانوں کا واسطہ منطق کے مروجہ علم سے نہ پڑا تھا وہ اپنی فطرتِ سلیمہ (جوکہ علم منطق کی ابحاث سے مستغنی تھی) کے مطابق قرآنِ کریم کے ارشادات اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے اقوال وافعال پر عمل پیرا تھے۔

تیسری صدی ہجری میں جب مہتابِ اسلام کی روشنی جزیرۂ عرب کے ساتھ ساتھ عجم کو بھی روشن کررہی تھی اس وقت یونان کے مشرک منطقی عقلی راہ سے اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اللہ تعالی کی ذات وصفات پر اعتراضات کرنے لگے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ان مدعیانِ عقل ودانش کی منطق کو سمجھا جائے اور ان کو انہی کی منطق سے جواب دیا جائے جیسا کہ عربی مقولہ ہے۔ **اَلْحَدِيْدُ بِالْحَدِيْدِ يُفْلَحُ** (لوہا لوہے کو کاٹتا ہے)۔

بہرحال زمانہ گزرتا رہا اس فن کو مسلمانوں میں چھٹی صدی ہجری کے آخر اور ساتویں صدی ہجری کی ابتداء میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوگئی اور اس کے بعد **امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی** کے دور میں اس کے عروج کا یہ عالم تھا کہ اس زمانہ میں تفسیر، بلاغت وعلم الکلام اور اصول فقہ میں سے شاید ہی کوئی کتاب ہو جس پر اس فن کی چھاپ نہ ہو۔

پاک وہند میں اس فن کو بڑی پذیرائی حاصل ہوئی اور ڈیڑھ سو برس تک یہ فن اعلی ذہانتوں کا مرکز رہا۔ درس نظامی میں **ملّا نظام الدین** علیہ رحمۃ اللہ المبین نے اس فن کی ایک کتاب رکھی، پھر یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آیا کہ درس نظامی میں سولہ منطق کی کتابیں داخل ہوگئیں۔

معلمین منطق

معلم اول:

سب سے پہلے ارسطاطالیس نے اس فن کو مدون کیا لہذا اسے معلم اول کہا جاتا ہے۔ یہ ۳۸۴ قبل مسیح مقدونیہ (یونان کا شہر) کی بستی تاجرہ میں پیدا ہوا یہ حکیم افلاطون کا شاگرد تھا اور افلاطون، سقراط کا اور سقراط فیثاغورث کا اور فیثاغورث، حضرت سلیمان علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ ارسطاطالیس نے اٹھارہ سال کی عمر میں تمام مروجہ علوم حاصل کرکے اپنے استاد افلاطون کے مدرسہ جو کہ اثنیہ میں تھا تدریس شروع کردی تھی۔ اور یہ سکندر اعظم کا استاد تھا اس کو ارسطو بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی وفات ۳۲۲ قبل مسیح میں ہوئی۔

معلم ثانی:

ارسطو نے جب اس علم کو مدون کیا تو یہ علم صرف یونان میں رہا بنو عباس کے دور خلافت میں خلیفہ ہارون الرشید نے اس کی کتب یونان سے منگوا کر محمد بن طرخان فارابی سے ان کتب کا عربی میں ترجمہ کروایا۔ فارابی نے اپنی طرف سے بھی کچھ اضافے کیے اس لئے ان کو منطق کا معلم ثانی کہا جاتا ہے۔ آپ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات ۳۳۹ھ میں ہوئی۔

معلم ثالث:

فارابی کی کتب ضائع ہونے کے بعد ابو علی ابن سینا نے ازسرنو اس علم کو مدون کیا اس لئے اسکو معلم ثالث کہا جاتا ہے اس کا شمار ذہین وفطین لوگوں میں ہوتا تھا۔ اس کے

حواس خمسہ بہت تیز تھے یہاں تک کہ اگر بارہ میل دور کوئی چکی چل رہی ہوتی تو اس کے شور کی وجہ سے اسے نیند نہیں آتی تھی۔ اس کی پیدائش ۳۷۳ھ اور وفات ۴۲۷ھ میں ہوئی۔

معلم رابع:

علامہ محمد فضل حق خیر آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کو کہا جاتا ہے جو کہ حضرت علامہ مولانا فضل امام خیر آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ نے تمام علوم نقلیہ وعقلیہ محدث شہیر شاہ عبدالقادر محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے حاصل کئے۔ چار ماہ کے قلیل عرصے میں حافظ قرآن کریم بن گئے اور صرف ۱۳ سال کی چھوٹی سی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر بڑے بڑے علوم میں تبحر حاصل کرلیا۔ منطق وفلسفہ ودیگر علوم عقلیہ میں کمال درک رکھنے کے ساتھ ساتھ نہایت فصیح وبلیغ تھے۔ نظم ونثر دونوں میں کلام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بچپن میں اپنے والد صاحب کے ساتھ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہاں حاضر ہوئے اور اپنی فصیح عربی نظم کے اشعار پڑھے، جس پر محدث صاحب نے ترکیبی اعتراضات کئے، لیکن علامہ صاحب نے برجستہ فصحائے عرب کے ۱۳۰ اشعار بطور استشہاد پیش کر دیئے۔ یہ دیکھ کر محدث صاحب علامہ صاحب کے استحضار وجودت طبع سے بہت زیادہ متاثر ہوئے، بلکہ علامہ صاحب تو مزید اشعار بطور استشہاد پیش کرنے لگے تھے کہ والد ماجد صاحب نے منع فرما دیا۔ آپ کی بہت سے تصانیف ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں: (۱) حاشیہ بر قاضی مبارک (۲) حاشیہ بر الافق المبین (۳) الھدیۃ السعیدیہ (۴) امتناع النظیر در ردوہابیہ (۵) الروض المجود۔ اس کے علاوہ بھی اور کتب وحواشی علامہ صاحب کی یادگار ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۲۷۸ھ میں ہوا۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم۔

◆ …… ◆ …… ◆ …… ◆ …… ◆ …… ◆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سبق نمبر 1

﴿......ابتدائی باتیں......﴾

علمِ منطق کی تعریف:

منطق کا لغوی معنی گفتگو کرنا ہے جبکہ اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے: ''عِلْمٌ بِقَوَانِیْنَ تَعْصِمُ مُرَاعَاتُھَا الذِّھْنَ عَنِ الْخَطَاءِ فِی الْفِکْرِ''یعنی ایسے قوانین کا جاننا جن کا لحاظ ذہن کو غور وفکر میں غلطی سے بچالے۔

موضوع:

وہ معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ جو مجہول تصوری اور مجہول تصدیقی تک پہنچا دیں۔ (معلومات تصوریہ کی تفصیل سبق نمبر 26، اور معلومات تصدیقیہ کی تفصیل سبق نمبر 41 میں آئے گی۔)

غرض وغایت:

کسی چیز میں غور وفکر کرتے وقت ذہن کو غلطی سے بچانا۔

واضع:

علم منطق کو سب سے پہلے ارسطو نے سکندر رومی کے حکم سے وضع کیا۔

وجہ تسمیہ:

منطق مصدر میمی ہے جس کا معنی ہے گفتگو کرنا۔ کیونکہ یہ علم، ظاہری اور باطنی نُطُق میں نکھار پیدا کرتا ہے اس لئے اسے منطق کہتے ہیں۔ نطقِ ظاہری (تکلّم) میں نکھار سے

مراد یہ ہے کہ اس علم کا جاننے والا دوسروں کے مقابلے میں اچھے انداز سے گفتگو کر سکتا ہے۔ اور نطق باطنی (ادراک) میں نکھار سے مراد یہ ہے کہ اس علم کا جاننے والا اشیاء کے حقائق یعنی ان کی اجناس اور فصول وغیرہ سے واقف ہو جاتا ہے۔

نوٹ:

اس علم کو ''علم میزان'' (ترازو) بھی کہتے ہیں کیونکہ اس علم کے ذریعے عقل، صحیح اور غلط فکروں میں موازنہ کرتی ہے۔ اسی طرح اس علم کو ''علم آلی'' بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ دوسرے علوم کو حاصل کرنے کیلئے آلہ (ذریعہ) کی حیثیت رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔منطق کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت تحریر کریں۔

سوال نمبر2: ۔منطق کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔

سوال نمبر3: ۔منطق کو ''علم میزان'' و ''علم آلی'' کہنے کی وجہ تحریر کریں۔

❀……❀……❀……❀

☆……ازلی ابدی قدیمی میں فرق……☆

ان تینوں الفاظ کے معانی دائمی اور ہمیشگی کے ہیں پھر ان میں باہمی فرق یوں ہے کہ ازلی وہ ہے جس کی ابتداء نہ ہو یعنی ہمیشہ سے ہو۔ ابدی وہ ہے جس کی انتہاء نہ ہو، ہمیشہ رہے۔ اور قدیم وہ ہے جس کی نہ ابتداء ہو نہ انتہاء ہو، یعنی ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے۔ پس یہ تینوں صفات باری تعالی میں سے ہیں۔

سبق نمبر: 2

…… عِلم اوراس کی اقسام ……

علم کی تعریف:

علم کالغوی معنی جاننا ہے۔ اوراصطلاح میں علم کی تعریف یہ ہے: ''حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّیْءِ فِی الْعَقْلِ''، یعنی کسی شے کی صورت کا عقل میں آنا۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، حضرت علامہ مولانا امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن نے علم کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے: ''علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آ گئی منکشف (یعنی ظاہر) ہوگئی اور جس سے **متعلّق** ہو گیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں **مُرْتَسِمْ** (یعنی نقش) ہوگئی''۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۶۳ ا نوری کتب خانہ لاہور)

علم کی اقسام

علم کی دو قسمیں ہیں: ۱۔تصور ۲۔تصدیق

۱۔تصور:

وہ علم ہے جس میں حکم نہ پایا جائے جیسے: صرف زید کا علم۔

۲۔تصدیق:

وہ علم ہے جس میں حکم پایا جائے جیسے: زید کھڑا ہے یا زید کھڑا نہیں ہے۔

حکم کی تعریف:

''نِسْبَةُ أَمْرٍ اِلٰی أَمْرٍ آخَرَ اِیْجَاباً اَوْ سَلْباً'' ایک شے کی دوسری شے کی طرف

نسبت کرنا خواہ وہ نسبت ایجابی ہو یا سلبی جیسے: زَیْدٌ عاقِلٌ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِعَاقِلٍ۔

نسبت ایجابی:

ایک چیز کو دوسری چیز کیلئے ثابت کرنا جیسے: زید کھڑا ہے۔ اس مثال میں کھڑے ہونے کو زید کے لئے ثابت کیا گیا ہے۔

نسبت سلبی:

ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کرنا جیسے: زید کھڑا نہیں ہے۔ اس مثال میں کھڑے ہونے کی زید سے نفی کی گئی ہے۔

وضاحت:

صرف زید کا علم ''تصور'' ہے۔ اور جب اس کی طرف ''کھڑے ہونے'' یا ''نہ ہونے'' کی نسبت کی جائے۔ جیسے: زید کھڑا ہے یا زید کھڑا نہیں ہے تو اسے ''تصدیق'' کہتے ہیں۔ نیز زید اور قیام کے درمیان جو نسبت (یعنی تعلق) ہے اسے حکم کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

مشق

سول نمبر 1: ۔علم کی تعریف واقسام تحریر کریں۔

سوال نمبر 2: ۔حکم کی تعریف کریں نیز اس میں مذکور نسبت ایجابی اور نسبت سلبی کی وضاحت کریں۔

✹……✹……✹……✹

سبق نمبر: 3

......تصور وتصدیق کی اقسام......

تصور وتصدیق میں سے ہر ایک بدیہی بھی ہوتا ہے اور نظری بھی۔ اس طرح ان کی کل چار قسمیں بن جائیں گی۔

۱۔ تصور بدیہی ۲۔ تصور نظری ۳۔ تصدیق بدیہی ٤۔ تصدیق نظری

۱۔ تصور بدیہی:

وہ تصور ہے جس میں نظر وفکر یعنی دلیل کی ضرورت نہ ہو اسے ''تصورِ ضَرُورِی'' بھی کہتے ہیں جیسے: گرمی اور سردی کا تصور، خوشبو اور بدبو کا تصور، میٹھے اور کڑوے کا تصور۔

۲۔ تصور نظری:

وہ تصور ہے جس میں نظر وفکر یعنی دلیل کی ضرورت ہو اسے ''تصورِ کَسْبِی'' بھی کہتے ہیں جیسے: فرشتے اور جن کا تصور، انسان اور حیوان کی حقیقتوں کا تصور۔

۳۔ تصدیق بدیہی:

وہ تصدیق ہے جس میں نظر وفکر یعنی دلیل کی ضرورت نہ ہو اسے ''تصدیقِ ضروری'' بھی کہتے ہیں جیسے: دو چار کا نصف ہے، آگ گرم ہے، چینی میٹھی ہے، برف ٹھنڈی ہے۔

٤۔ تصدیق نظری:

وہ تصدیق ہے جس میں نظر وفکر یعنی دلیل کی ضرورت ہو اسے ''تصدیقِ کَسْبِی'' بھی کہتے ہیں۔ جیسے: عالَم قدیم نہیں ہے، صانع موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 4

......منطق کی حاجت کیوں؟......

نظریات تصوریہ اور تصدیقیہ کو حاصل کرنے کیلئے نظر وفکر کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر نظر وفکر درست نہیں ہوتی بلکہ نظر وفکر میں غلطی واقع ہوسکتی ہے۔ اور یہ غلطی انسان کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ عالم قدیم ہے (یعنی ہمیشہ سے ہے) وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ عالم مُؤَثِّر سے مُسْتَغْنِی ہے (یعنی کوئی عالَم کو نہیں چلا رہا بلکہ یہ نظام خود ہی چل رہا ہے) اور ہر وہ شی جو موثر سے مستغنی ہو وہ قدیم ہوتی ہے لہذا عالم قدیم ہے۔ حالانکہ یہ نظریہ عقائدِ اسلام کے خلاف ہے کیونکہ عقائد اسلام کے مطابق عالم قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔ (یعنی پہلے نہ تھا بعد میں موجود ہوا) اور اس کی دلیل یہ ہے کہ عالم مُتَغَیِّر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہے۔ لہذا عالم حادث ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نظر وفکر میں غلطی واقع ہوسکتی ہے اور اس غلطی سے بچنا از حد ضروری ہے اور غلطی سے اسی وقت بچا جاسکتا ہے جب ہمیں ایسے قوانین کا علم ہو جو نظر وفکر میں غلطی کی نشاندہی کریں۔ ایسے قوانین ''علم منطق'' سے جانے جاتے ہیں۔ لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ علم منطق کو جاننا بہت ضروری ہے تاکہ نظر وفکر میں غلطی سے بچا جاسکے۔

مذکورہ بالا گفتگو میں نظر وفکر کا لفظ استعمال ہوا لہذا نظر وفکر کی تعریف ذکر کی جاتی ہے۔

نظر وفکر کی تعریف:

''تَرْتِیْبُ اُمُوْرٍ مَعْلُوْمَۃٍ لِیَتَاَدّٰی ذَالِکَ التَّرْتِیْبُ اِلٰی تَحْصِیْلِ الْمَجْھُوْلِ''

یعنی امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ اس ترتیب سے کسی امر مجہول کا علم حاصل ہو، جیسے ہمیں معلوم ہے کہ عالم متغیر ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر متغیر چیز حادث ہے جب ہم نے ان دونوں کو ترتیب دیا کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہے تو ہمیں تیسری چیز معلوم ہوئی کہ عالم حادث ہے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔منطق کی اصطلاحی تعریف، موضوع اور غرض وغایت بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔تصور وتصدیق کی اقسام مع امثلہ بیان کریں۔

سوال نمبر3: ۔منطق کی ضرورت پر بحث کریں۔

سوال نمبر4: ۔نظر وفکر کی اصطلاح کی وضاحت مثال کے ذریعے کیجیے۔

سوال نمبر5: ۔درج ذیل امثلہ میں تصور وتصدیق نیز انکی اقسام کی پہچان کریں۔

زید کا قلم، دھوپ، جن، آسمان، زمین، قرآن، حدیث، سورج موجود ہے۔ حرارت، آسمان نیلا ہے۔ پاکستان ہمارا وطن ہے۔

❁……❁……❁……❁

☆……اشارہ اور دلالت میں فرق……☆

’’اعلم ان الاشارة تكون فى الحضرة، والدلالة فى الغيبة بين الطريق‘‘ جاننا چاہیے کہ لفظ اشارہ اور دلالت کے درمیان فرق یہ ہے کہ اشارہ میں تو مشار الیہ کا حاضر ہونا ضروری وشرط ہے لیکن دلالت میں مدلول کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔

سبق نمبر: 5

﴿......دلالت اور وضع کا بیان......﴾

یوں تو اہل منطق کا اصل مقصد معانی کی بحث ہے لیکن منطق کی کتابوں کی ابتداء میں الفاظ اور دلالت کی بحث ضرورت کے پیشِ نظر لائی جاتی ہے۔ الفاظ کی بحث اس لئے کہ معانی کا سمجھنا اور سمجھانا الفاظ پر موقوف ہے اور دلالت کی بحث اس لئے کہ الفاظ سے صحیح معانی اسی صورت میں سمجھ آ سکتے ہیں جبکہ الفاظ کے اپنے معانی پر دلالت کی نوعیت معلوم ہو۔

دلالت کی تعریف:

دلالت کا لغوی معنی اَلْاِرْشَادُ یعنی رہنمائی کرنا، راہ دکھانا ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے: کَوْنُ الشَّی بِحَیْثُ یَلْزَم من الْعِلْمِ به العلمُ بِشیْءٍ آخرَ یعنی کسی چیز کا اس طرح ہونا کہ اس چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے دلالت کہلاتا ہے۔ پہلی چیز کو دالّ (دلالت کرنے والی) جبکہ دوسری چیز کو مدلول (جس پر دلالت کی گئی) کہتے ہیں۔

وضاحت:

جیسے دھوئیں اور آگ کا آپس میں اس طرح کا تعلق ہے کہ جب بھی ہمیں کہیں سے دھواں اٹھتا ہوا نظر آئے تو ہمیں آگ کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ لہذا دھواں دال ہے اور آگ مدلول ہے۔

وضع کی تعریف:

وضع کا لغوی معنی ''رکھنا'' ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے: ''تَخْصِیْصُ شَیْءٍ بِشَیْءٍ مَتٰی اُطْلِقَ الشَّیْءُ الاَوَّلُ فُهِمَ مِنْهُ الشَّیْءُ الثَّانِیْ'' یعنی ایک چیز کو

دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ پہلی چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو جائے وضع کہلاتا ہے۔ پہلی کو مَوْضُوْع اور دوسری کو موضوع لَہٗ کہا جاتا ہے۔

وضاحت:

جیسے لفظ قلم کے جاننے سے خود قلم کا علم حاصل ہوتا ہے اس مثال میں لفظِ قلم موضوع اور خود قلم موضوع لہ ہے نیز خاص کرنے والے کو واضِع کہا جاتا ہے۔

فائدہ:

دلالت تو وضع کے بغیر پائی جا سکتی ہے لیکن وضع دلالت کے بغیر نہیں پائی جا سکتی جیسے: لفظ زید کی دلالت زید کی ذات پر، یہاں وضع بھی ہے اور دلالت بھی، جبکہ دھواں کی دلالت آگ پر یہاں صرف دلالت پائی جا رہی ہے وضع نہیں۔

دلالت کی اقسام

دلالت کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ دلالت لفظیہ ۲۔ دلالت غیر لفظیہ

۱۔ دلالت لفظیہ:

وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو جیسے: لفظ کراچی کی دلالت شہر کراچی پر۔

۲۔ دلالت غیر لفظیہ:

وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔دلالت کی تعریف واقسام بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔مثال کے ذریعے وضع کی وضاحت کیجیے۔

* * *

☆......بعض اور جزء میں فرق......☆

یہ دونوں لفظ قریب قریب ہم معنی ہیں فرق اس قدر ہے کہ بعض کہتے ہیں کسی چیز کے حصہ یا ٹکڑے کو چاہے وہ باقی ماندہ حصہ سے بڑا ہو یا چھوٹا اور جزء کہتے ہیں اس کے برعکس و برخلاف کو۔

☆......بالجمله اور فی الجمله میں فرق......☆

علماء ان دونوں لفظوں کو کسی مضمون کا خلاصہ وحاصل بیان کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اوران کے درمیان فرق اس قدر ہے کہ بالجملہ کثرت میں استعمال ہوتا ہے اور فی الجملہ قلت میں استعمال ہوتا ہے۔

سبق نمبر: 6

……دلالت لفظیہ اور غیر لفظیہ کی اقسام……

دلالت لفظیہ اور غیر لفظیہ میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں۔

(۱)……وضعیہ (۲)……طبعیہ (۳)……عقلیہ

یوں دلالت کی کل چھ اقسام ہوئیں جو درج ذیل ہیں۔

١. دلالت لفظیه وضعیه. ٢. دلالت لفظیه طبعیه. ٣. دلالت لفظیه عقلیه. ٤. دلالت غیر لفظیه وضعیه. ٥. دلالت غیر لفظیه طبعیه. ٦. دلالت غیر لفظیه عقلیه.

١۔ دلالت لفظیه وضعیه:

وہ دلالت لفظیہ جس میں دال اپنے مدلول پر واضع کی وضع کی وجہ سے دلالت کرے۔ جیسے: لفظ زید کی دلالت ذات زید پر۔ کیوں کہ واضع نے لفظ زید کو وضع ہی اس لئے کیا ہے کہ یہ ذات زید پر دلالت کرے۔

٢۔دلالت لفظیه طبعیه:

وہ دلالت لفظیہ جس میں دال اپنے مدلول پر طبیعت کے چاہنے کی وجہ سے دلالت کرے۔ جیسے: لفظ اُح اُح کی دلالت سینے کے درد پر۔ کیوں کہ درد کے وقت طبیعت عموماً اس قسم کے الفاظ نکالنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اس دلالت میں ''اح اح'' دال اور ''سینے کا درد'' مدلول ہے۔

٣۔ دلالت لفظیه عقلیه:

وہ دلالت لفظیہ جس میں دال اپنے مدلول پر محض عقل کے چاہنے کی وجہ سے دلالت

کرے اور اس میں وضع اور طبیعت کا دخل نہ ہو۔ جیسے: دیوار کے پیچھے سے سنائی دیئے جانے والے لفظ ''دیز دیز'' کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔ اس مثال میں لفظ ''دیز دیز'' دال اور ''بولنے والے کا وجود'' مدلول ہے۔

فائدہ:

لفظِ دیز کی قید اس وجہ سے لگائی کہ اگر لفظِ موضوع بولا جاتا تو دو دلالتیں اکٹھی ہو جاتیں ایک عقلیہ اور دوسری وضعیہ، اس لئے لفظِ دیز ذکر کر کے اس بات کو واضح کیا کہ یہ دلالت صرف دلالتِ لفظیہ عقلیہ ہے نیز دیوار کے پیچھے کی قید اس وجہ سے لگائی کہ اگر سامنے ہو تو دلالت نہیں رہے گی بلکہ مشاہدہ ہوگا۔

٤۔ دلالت غیر لفظیہ وضعیہ:

وہ دلالت غیر لفظیہ جس میں دال اپنے مدلول پر واضع کی وضع کی وجہ سے دلالت کرے۔ جیسے: سگنل کی لال بتی کی دلالت رکنے پر، سبز بتی کی دلالت چلنے پر۔

٥۔ دلالت غیر لفظیہ طبعیہ:

وہ دلالت غیر لفظیہ جس میں دال کی اپنے مدلول پر دلالت طبیعت کے چاہنے کی وجہ سے ہو۔ جیسے: آنسوؤں کے بہنے کی دلالت غم پر۔

٦۔ دلالت غیر لفظیہ عقلیہ:

وہ دلالت غیر لفظیہ جس میں دال کی اپنے مدلول پر دلالت محض عقل کے چاہنے کی وجہ سے ہو اور اس میں وضع اور طبیعت کا دخل نہ ہو۔ جیسے: دھوپ کی دلالت سورج کے نکلنے پر۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔ دلالت لفظیہ وغیر لفظیہ کی اقسام کو تفصیلا بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔ مندرجہ ذیل دلالتوں میں دلالت کی قسمیں پہچانیں۔

آوازوں کی دلالت اپنے معانی پر۔ نبض کے تیز چلنے کی دلالت بخار پر۔

دھوپ کی دلالت طلوع آفتاب پر۔ چہرے کی سرخی کی دلالت شرمندگی پر۔

گھوڑے کے ہنہنانے کی دلالت گھاس مانگنے پر۔ گھنٹی بجنے کی دلالت وقفہ پر۔

❋……❋……❋……❋

❋……امور نافعہ ضروریہ……❋

(1)……عرض: وہ شے ہے جس کا قیام کسی چیز میں پائے جانے پر موقوف ہو جیسے: پڑھنا، لکھنا، بولنا، لمبائی، چوڑائی، سرخی، سفیدی، حرکت، سکون، دھوپ، چاندنی وغیرہ۔

(2)…… بعد: درازی اور پھیلاؤ کو کہتے ہیں مثلا: لمبائی، چوڑائی، گہرائی۔

(3)……جسم مطلق: جوہر قابل ابعاد ثلاثہ کو کہتے ہیں جیسے: انسان، حیوان، شجر حجر وغیرہ جسم مطلق کو زیادہ تر صرف جسم کہتے ہیں۔

(4)……نفس ناطقہ: جوہر مجرد عن الابعاد الثلاثہ مدبر بدن کو کہتے ہیں مثلا روح انسان۔

(5)…… جماد: جسم مجرد عن النمو کو کہتے ہیں جیسے لوہا، مٹی وغیرہ۔

سبق نمبر: 7

﴾......دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام......﴿

یاد رہے کہ فن منطق میں پچھلے سبق میں ذکر کی گئی چھ دلالتوں میں سے صرف دلالت لفظیہ وضعیہ ہی کا اعتبار ہے اور اسی سے بحث کی جاتی ہے کیونکہ استاذ کے سمجھانے اور طالب علم کے سمجھنے میں آسانی اسی سے ہے۔ جبکہ دلالت غیر لفظیہ کی اقسامِ ثلثہ لفظ ہی نہیں، حالانکہ افادہ (غیر کو فائدہ پہنچانا) اور استفادہ (غیر سے فائدہ حاصل کرنا) لفظ سے ہوتا ہے اور دلالتِ لفظیہ کی دو قسمیں طبعیہ اور عقلیہ لفظ تو ہیں مگر ان سے بحث نہیں کی جاسکتی کیونکہ انسانی طبیعتیں اور عقلیں مختلف ہیں لہذا یہاں دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام کو بیان کیا جاتا ہے۔

اس کی تین اقسام ہیں:

۱۔ دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ ۲۔ دلالت لفظیہ وضعیہ تضمنیہ

۳۔ دلالت لفظیہ وضعیہ التزامیہ

۱۔ دلالت لفظیہ وضعیہ مطابقیہ:

وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے پورے معنیٰ ''موضوع لہ'' پر دلالت کرے جیسے: چاقو کی دلالت پھل اور دستے پر۔

۲۔ دلالت لفظیہ وضعیہ تضمنیہ:

وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے معنیٰ ''موضوع لہ'' کے صرف جزء پر دلالت کرے جیسے: لفظ چاقو کی دلالت صرف دستے یا پھل پر۔

۳۔ دلالت لفظیہ وضعیہ التزامیہ:

وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے معنی ''موضوع لہ'' کے لازم پر دلالت کرے⁽¹⁾ جیسے: لفظِ سورج کی دلالت دھوپ پر۔

وضاحت:

جیسے: کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے بازار سے چاقو خریدا تو اس وقت لفظ چاقو کی دلالت پورے چاقو پر ہوگی لہذا یہ دلالت مطابقیہ ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے چاقو کو تیز کیا تو اس وقت لفظ چاقو کی دلالت صرف پھل پر ہوگی دستے پر نہیں۔ لہذا یہ دلالت تضمنیہ ہے اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے گھر میں شام تک سورج رہتا ہے تو اس وقت اسکی مراد یہ ہے کہ دھوپ میرے گھر میں شام تک رہتی ہے اور دھوپ نہ تو سورج کا کل ہے نہ جزو بلکہ لازم ہے لہذا یہ دلالت التزامیہ ہے۔

فائدہ:

''دلالت مطابقیہ'' دلالت تضمنیہ اور التزامیہ کے بغیر پائی جا سکتی ہے لیکن یہ دونوں دلالتیں ''دلالت مطابقیہ'' کے بغیر نہیں پائی جاسکتیں۔ جیسے: لفظ اللہ کی دلالت ذات باری تعالی پر دلالت مطابقیہ تو ہے لیکن دلالت تضمنیہ نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالی کی ذات کا کوئی جز ہی نہیں، اسی طرح اگر کسی شی کا لازم نہ ہو تو پھر دلالت التزامیہ نہیں بلکہ دلالت مطابقیہ پائی جائے گی مثلا اگر فرض کرلیا جائے کہ زید کا کوئی لازم نہیں ہے تو اس وقت لفظ

---

① ......جیسے: لفظ نبی کا معنی موضوع لہ مُخبِر عن الْغَیب، یعنی غیب کی باتیں بتانے والا ہے اور ''غیب کی باتیں بتانے والے'' کے لئے ''غیب کی باتیں جاننے والا'' ہونا لازم ہے، تو لفظِ نبی کی دلالت ''غیب جاننے والے پر'' دلالتِ التزامی ہے اور غیب جاننے والا مدلولِ التزامی ہے۔

زید کی دلالت ذات زید پر مطابقیہ تو ہوگی لیکن دلالت التزامیہ نہیں ہوگی کیونکہ زید کا کوئی لازم ہی نہیں ہے۔ اور اگر کوئی لازم ہے تو پھر دلالت مطابقیہ کے ساتھ ساتھ دلالت التزامیہ بھی پائی جائے گی جیسے: سورج کی دلالت دھوپ پر دلالت التزامیہ ہے لیکن اس میں دلالت مطابقیہ بھی پائی جارہی ہے کیونکہ دھوپ سورج کا لازم ہے اور قاعدہ ہے کہ لازم بغیر ملزوم کے نہیں پایا جاتا۔ اور یاد رہے کہ دلالت تضمنیہ بغیر دلالت مطابقیہ کے نہیں پائی جاسکتی جیسے: چاقو کی دلالت صرف پھل پر دلالت تضمنیہ ہے اس میں دلالت مطابقیہ بھی پائی جارہی ہے کیونکہ پھل چاقو کا جز ہے اور قاعدہ ہے کہ جز اس حیثیت سے کہ وہ جز ہے بغیر کل کے نہیں پایا جاتا۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔دلالت لفظیہ وضعیہ کی تینوں اقسام کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر 2: ۔ثابت کیجیے کہ دلالت تضمنیہ اور التزامیہ اپنے وجود میں ’’مطابقیہ‘‘ کی محتاج ہیں لیکن مطابقیہ ان کی محتاج نہیں۔

سوال نمبر3: ۔درج ذیل جملوں میں دلالت کی اقسام پہچانیں۔

لفظ درخت کی دلالت سایہ پر۔ لفظ گھوڑے کی دلالت حیوان صاھل پر۔ حاتم طائی کی دلالت سخاوت پر۔ ہرے عمامے کی دلالت دعوت اسلامی پر۔ لفظ کمپیوٹر کی دلالت مانیٹر پر۔ انگلی کی دلالت پَورے پر۔ پاکستانی جھنڈے کی دلالت سبز وسفید رنگ پر۔

……

سبق نمبر: 8

……لفظ کی اقسام……

لفظ دال یعنی وہ لفظ جس کو کسی معنی پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا جاتا ہے، اس لفظ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مفرد ۲۔ مرکب

۱۔ مفرد:

”مَا لاَ یُقْصَدُ بِجُزْئِہِ الدَّلاَلَۃُ عَلٰی جُزْءِ مَعْنَاہُ“ وہ لفظ جس کے جز سے اس کے معنی مرادی کے جز پر دلالت کا قصد نہ کیا جائے جیسے: زید۔

۲۔ مرکب:

”مَا یُقْصَدُ بِجُزْ ئِہِ الدَّلاَلَۃُ عَلٰی جُزْءِ مَعْنَاہُ“ وہ لفظ جس کے جز سے اس کے معنی مرادی کے جز پر دلالت کا قصد کیا جائے جیسے:۔ عبداللہ کی دلالت ”اللہ کے بندے“ پر، جبکہ یہ علم نہ ہو۔

مرکب کے ثبوت کی شرائط:

اس کی چار شرائط ہیں۔

۱۔ لفظ کے اجزا ہوں۔ ۲۔ معنی کے اجزا ہوں۔ ۳۔ لفظ کے اجزا معنیٔ مرادی کے اجزا پر دلالت بھی کرتے ہوں۔ ٤۔ اور وہ دلالت مقصود بھی ہو۔

تنبیہ:

مذکورہ بالا چاروں شرائط کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی بھی شرط مفقود ہوئی تو اس کا ثبوت نہیں ہوگا، بلکہ لفظ مفرد ہوگا۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 9

......مفرد کی تقسیمات......

مفرد کی تین طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

١۔ لفظ و معنی کے اجزاء ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

٢۔ معنی کے مستقل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

٣۔ معنی کی وحدت و کثرت کے اعتبار سے۔

١۔ لفظ و معنی کے اجزاء ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے مفرد کی اقسام:

اس اعتبار سے مفرد کی پانچ قسمیں ہیں۔

١۔ لفظ کا جز نہ ہو جیسے: ہمزہ استفہام

٢۔ لفظ کا جز ہو لیکن معنی کا جز نہ ہو۔ جیسے: اسم جلالت اللہ اس میں لفظ کے اجزا (ا ل ل ہ) تو ہیں مگر معنی (ذات باری تعالی) کے اجزا نہیں کہ وہ اس سے پاک ہے۔

٣۔ لفظ اور معنی دونوں کے اجزا ہوں مگر لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت نہ کرے جیسے: لفظ زید۔

وضاحت:

لفظ زید کے اجزا ز۔ ی۔ د۔ ہیں اور معنی (یعنی ذات زید) کے بھی اجزا ہیں جیسے: مفہومِ حیوان، مفہومِ ناطق اور مفہومِ شخص۔ لیکن لفظ کے اجزا معنی کے اجزا پر دلالت نہیں

کرتے۔ یعنی ''ز'' سے مفہومِ حیوان ''ی'' سے مفہومِ ناطق وغیرہ مراد نہیں لیتے۔

٤۔ لفظ اور معنی دونوں کے اجزا ہوں اور لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت بھی کرے لیکن معنی مرادی کے جز پر دلالت نہ کرے جیسے: **عَبْدُاللّٰهِ** جب کسی کا علم ہو۔

وضاحت:

لفظ عبداللہ کے اجزا معنی پر تو دلالت کر رہے ہیں جیسے: عبد کے معنی بندہ اور اسم جلالت، اللہ ذات باری تعالی پر دال ہے۔ لیکن یہ وہ معنی نہیں جو یہاں عبداللہ سے مقصود ہیں یعنی ذات عبداللہ۔

٥۔ لفظ اور معنی دونوں کے اجزا ہوں اور لفظ کا جز معنی مرادی کے جز پر دلالت بھی کرے لیکن یہ دلالت مقصود نہ ہو۔ جیسے: حیوان ناطق جبکہ کسی کا علم ہو۔

وضاحت:

حیوانِ ناطق میں لفظ کے اجزا معنی کے اجزا پر دلالت کر رہے ہیں کیونکہ اس شخص کی حقیقت حیوان اور ناطق ہی ہے مگر **عَلم** ہونے کی صورت میں وہ دلالت مقصود نہیں کیونکہ نام رکھنے کے بعد ہمارا مقصود حیوان سے جاندار ہونا اور ناطق سے مافی الضمیر بیان کرنے والا نہیں بلکہ ان کے مجموعہ سے کسی خاص ذات پر دلالت مقصود ہے۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 10

معنی کے مستقل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے لفظ مفرد کی اقسام

اس اعتبار سے لفظ مفرد کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔اسم ۲۔کلمہ ۳۔اداۃ

۱۔ اسم:

وہ لفظ مفرد ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کا صیغہ یعنی ساخت اور ہیئت کسی زمانے پر دلالت نہ کرے جیسے: زَیْدٌ، اَلْمَسْجِدُ، اَلصُّبْحُ، فَرَسٌ.

۲۔ کلمہ:

وہ لفظ مفرد ہے جو اپنا معنی خود بتائے اور اس کا صیغہ یعنی بناوٹ اور صورت کسی زمانۂ معین یعنی ماضی، حال یا مستقبل پر دلالت کرے۔ جیسے: نَصَرَ (اس نے مدد کی)، یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا)۔

۳۔اداۃ:

وہ لفظ مفرد ہے جو اسم یا کلمہ سے مل کر اپنے معنی بتائے۔ جیسے: مِنْ (سے) اِلیٰ (تک)۔

☆☆☆☆☆

……فعل نحوی اور کلمہ منطقی میں فرق……

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ''فعل نحوی'' عام ہے اور ''کلمہ منطقی'' خاص یعنی ہر ''کلمہ منطقی''، فعل نحوی تو ہے مگر بعض ''فعل نحوی'' کلمہ منطقی نہیں جیسے: ضَرَبَ کلمہ منطقی ہے اور فعل نحوی بھی لیکن أَضْرِبُ فعل نحوی تو ہے کیونکہ اس پر فعل کی تعریف صادق آتی ہے لیکن کلمہ منطقی نہیں کیونکہ اس کے اجزاء معنی کے اجزاء پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی ہمزہ متکلم پر اور ضَرَبَ معنی حدوثی اور معنی مصدری پر لہذا یہ مرکب ہے جبکہ کلمہ مفرد کی ایک قسم ہے۔

سبق نمبر: 11

معنی کی وحدت وکثرت کے اعتبار سے لفظ مفرد کی اقسام

اس اعتبار سے لفظ مفرد کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ متحد المعنی ۲۔ متکثر المعنی

۱۔ متحد المعنی:

وہ لفظ مفرد جس کا ایک ہی معنی ہو جیسے: زَیْدٌ.

۲۔ متکثر المعنی:

وہ لفظ مفرد جس کے ایک سے زائد معنی ہوں جیسے: لفظ عَیْنٌ اس لفظ کے کئی معنی ہیں مثلاً آنکھ، پانی کا چشمہ، جاسوس، گھٹنا وغیرہ۔

متحد المعنی کی اقسام

اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱. عَلَمُ ۲. مُتَوَاطِیُ ۳. مُشَکِّکُ

۱۔عَلَمُ:

وہ لفظ مفرد ہے جس کا ایک معنی ہو اور وہ مُتَعَیَّنُ اور خاص ہو جیسے: زید۔

۲۔مُتَوَاطِی:

متواطی تواطؤ سے مشتق ہے جس کا لغوی معنی ''پورا پورا صادق آنا، متفق ہونا'' ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ لفظ مفرد جس کا معنی مُتَعَیَّنُ اور خاص نہ ہو۔ بلکہ وہ بہت سارے

افراد پر برابر برابر صادق آئے۔ جیسے: انسان کہ یہ اپنے تمام افراد (زید، عمرو، بکروغیرہ) پر مساوی طور پر صادق آتا ہے یہ نہیں کہ زید پر انسان کا صدق اولیٰ اور پہلے ہو اور عمرو پر غیر اولیٰ اور بعد میں ہو۔

۳۔ مُشکِّکُ:

مشکک کا لغوی معنی ہے شک میں ڈالنے والا، اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ لفظ مفرد ہے جس کا ایک معنی ہو لیکن مُتَعَیَّن اور خاص نہ ہو بلکہ وہ بہت سارے افراد پر ایسے صادق آئے کہ بعض پر اشد اور بعض پر اضعف ہو بعض پر پہلے، بعض پر بعد میں۔ جیسے: وُجُوْدٌ، أَبْیَضُ، أَسْوَدُ، طَوِیْلٌ وغیرہ الفاظ۔

وضاحت:

''وجود'' لفظ مفرد ہے اور یہ بہت سے افراد پر بولا جاتا ہے۔ مگر یہ سب پر برابر برابر صادق نہیں آتا جیسے: وجود باپ کا بھی ہے اور بیٹے کا بھی مگر باپ کا وجود پہلے ہے اور بیٹے کا بعد میں، ایسے ہی سفید کا اطلاق کہ بعض چیزوں میں سفیدی زیادہ ہوتی ہے اور بعض میں کم جیسے: ہاتھی کے دانت میں سفیدی کم ہے جبکہ برف میں زیادہ۔

☆☆☆☆☆

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب میں امتیازی حیثیت

مقدمۃ العلم تینوں امور (تعریف، موضوع اور غرض) کے مجموعے کا نام ہے، اور مقدمۃ الکتاب الفاظ کے مجموعے کا نام ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مقدمۃ العلم کا تعلق معانی سے ہے جبکہ مقدمۃ الکتاب کا تعلق الفاظ سے ہے اور دونوں میں حقیقی فرق تباین کا پایا جاتا ہے۔

سبق نمبر: 12

……متکثر المعنی کی اقسام……

اس کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔مشترک ۲۔منقول ۳۔حقیقت ٤۔مجاز

۱۔مشترک :

وہ لفظ مفرد جس کے کثیر معانی ہوں اور واضع نے اس لفظ کو ہر ہر معنی کیلئے ابتداء علیحدہ علیحدہ وضع کیا ہو جیسے: ہار، پھل۔ ہار کے دو معنی ہیں ایک شکست جو جیت کا مقابل ہے دوسرا وہ جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔ اسی طرح پھل کے بھی دو معنی ہیں ایک تو جو کھایا جاتا ہے دوسرا وہ جو چاقو اور تیر میں لگایا جاتا ہے، اسی طرح عربی میں ''عین'' جس کے معنی ذات، آنکھ، سونا (دھات)، سورج وغیرہ ہیں۔

۲۔منقول:

وہ لفظ مفرد جس کو ابتداءً تو ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو لیکن پھر اس کا استعمال کسی دوسرے معنی میں اس طرح ہونے لگا ہو کہ پہلے معنی کو چھوڑ دیا گیا ہو۔ جیسے: لفظ صَلٰوۃ کہ ابتداءً تو اس کی وضع دعا کیلئے تھی لیکن پھر یہ نماز کے معنی میں ایسا مشہور ہو گیا کہ دعا والے معنی کو چھوڑ دیا گیا۔

منقول کی اقسام

لفظ کے ایک معنی کو دوسرے معنی میں نقل کرنے کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں۔

۱۔منقول شرعی ۲۔منقول عرفی ۳۔منقول اصطلاحی

۱۔منقول شرعی:

وہ منقول جس کو نقل کرنے والے اہلِ شرع ہوں۔ جیسے: لفظ صَلٰوۃٌ۔ اسے پہلے معنی (یعنی دعا) سے دوسرے معنی (یعنی نماز) کی طرف نقل کرنے والے اہل شرع ہیں۔ ایسے ہی لفظ زکوۃ، حج، روزہ وغیرہ ان سب کے لغوی معنی کچھ اور ہیں لیکن شریعت میں لغوی معنی نہیں بلکہ مخصوص معنی مراد ہیں۔

۲۔ منقول عرفی:

وہ منقول جس کو نقل کرنے والے عرف عام ہوں جیسے: لفظ کوفتہ کے اصلی معنی کوٹا ہوا۔ پھر عام اہل زبان اس کو گول کباب کے معنی میں استعمال کرنے لگے، اسی طرح لفظ ''دَابَّۃ''۔

۳۔ منقول اصطلاحی:

وہ منقول جس کو نقل کرنے والے مخصوص طبقہ کے لوگ ہوں۔ جیسے: ''لفظ'' کا لغوی معنی پھینکنا ہے مگر بعد میں نحوی اسے ایک مخصوص معنی کیلئے استعمال کرنے لگے۔

فائدہ:

اگر کئی الفاظ ایسے ہوں جن کا معنی ایک ہی ہو تو انہیں مُتَـــرَادِفٌ کہا جاتا ہے جیسے: اَسَدٌ اور لَیْثٌ ان دونوں کا معنی شیر ہے۔

۳۔ حقیقت:

وہ لفظ مفرد جو اس معنی میں استعمال ہو جس کیلئے اسے وضع کیا گیا تھا۔ جیسے: لفظ اسد حیوانِ مفترس (چیر پھاڑ کرنے والا درندہ) کے معنی میں استعمال ہو تو حقیقت ہے۔

٤۔ مجاز:

وہ لفظ مفرد جو اس معنی میں استعمال نہ ہو جس کیلئے اسے وضع کیا گیا تھا جیسے: لفظ **اسد** بہادر آدمی کے معنی میں استعمال ہو تو مجاز ہے۔ کیونکہ لفظ **اسد** کو بہادر آدمی کے لیے وضع نہیں کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔لفظ مفرد سے کیا مراد ہے؟ نیز اس کی اقسام بتائیں۔

سوال نمبر2: ۔اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات بیان کریں۔

سوال نمبر3: ۔فعل نحوی اور کلمہ منطقی میں کیا فرق ہے؟

سوال نمبر4: ۔متحد المعنی کی تعریف مع اقسام وضاحت کریں۔

سوال نمبر5: ۔متکثر المعنی کی تعریف مع اقسام بیان کریں۔

سوال نمبر6: ۔منقول شرعی، منقول اصطلاحی اور منقول عرفی کی تعریفات مع امثلہ بیان کریں۔

❋……❋……❋……❋

سبق نمبر: 13

﴿......مرکب کی اقسام......﴾

لفظِ مرکب کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مرکب تام ۲۔ مرکب ناقص

۱۔ مرکب تام:

مَایَصِحُّ السُّکُوْتُ عَلَیْہِ. جس پر سکوت درست ہو۔

یعنی متکلم نے جب کوئی کلام کیا تو سننے والے کو اسی سے پوری بات سمجھ میں آجائے۔ کسی دوسرے لفظ کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۲۔ مرکب ناقص:

''مَالَا یَصِحُّ السُّکُوْتُ عَلَیْہِ'' جس پر سکوت درست نہ ہو، یعنی متکلم نے جب کوئی کلام کیا تو سننے والے کو اسی سے پوری بات سمجھ میں نہ آئے بلکہ کسی دوسرے لفظ کا انتظار کرنا پڑے۔ جیسے:: غُلامُ زَیْد.

مرکب تام کی اقسام

مرکب تام کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ خبر (قضیہ) ۲۔ انشاء

۱۔ خبر:

وہ مرکب ہے جس میں صدق وکذب کا احتمال ہو اسے قضیہ بھی کہتے ہیں۔

جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ.

۲۔انشاء:

وہ مرکب ہے جس میں صدق و کذب کا احتمال نہ ہو۔ جیسے: اُنْصُرْ (مدد کر)۔

مرکب ناقص کی اقسام

مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں:

۱۔مرکب تقییدی　　　۲۔مرکب غیر تقییدی

۱۔ مرکب تقییدی:

’’اِنْ کَانَ الْجُزْءُ الثَّانِی قَیْدًا لِلْاَوَّل فَھُوَ مُرَکَّبٌ تَقْیِیْدِیٌّ‘‘ یعنی اگر دوسرا جز پہلے جز(۱) کیلئے قید بنے تو وہ مرکب تقییدی ہے۔ جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ، رَجُلٌ عَالِمٌ(۲) وغیرہ۔

وضاحت:

’’غلام زید‘‘ میں دوسرا جز یعنی ’’زید‘‘ پہلے جز یعنی ’’غلام‘‘ کو مقید کرنے والا ہے کیونکہ غلام کسی کا بھی ہوسکتا تھا۔ لیکن زید نے اسے مُقَیَّد کردیا۔

۲۔ مرکب غیر تقییدی:

’’اِنْ لَمْ یَکُنِ الْجُزْءُ الثَّانِی قَیْدًا لِلْاَوَّلِ فَھُوَ مُرَکَّبٌ غَیْرُ تَقْیِیْدِیٍّ‘‘ اگر

---

① ......واضح ہو کہ اول سے مراد یہ ہے کہ جو مرتبہ کے اعتبار سے مقدم یعنی پہلے ہو خواہ لفظوں میں مؤخر یعنی بعد میں ہو، جیسے: حال کبھی ذوالحال سے مقدم ہوتا ہے حالانکہ حال قید بنتا ہے۔

② ......خیال رہے کہ مرکب تقییدی مرکب اضافی اور مرکب توصیفی میں محصور نہیں بلکہ جس طرح جزء ثانی (مضاف الیہ اور صفت) جزء اول (مضاف اور موصوف) کے لئے قید ہوتا ہے اسی طرح ظرف بھی مظروف کے لئے قید ہوتا ہے۔

دوسرا جز پہلے جز کے لئے قید نہ بنے تو وہ مرکب غیر تقییدی ہے۔ جیسے: فِی الْبُسْتَانِ أَحَدَ عَشَر طفلاً وغیرہ۔

وضاحت:

''فی البستان'' میں دوسرا جز'' البستان'' پہلے جز ''فی'' کو مقید نہیں بنا سکتا کیونکہ ''فی'' حرف ہے اور حرف مقید نہیں ہوتا اس لئے کہ مقید ہونا اسم کا خاصہ ہے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔مرکب کی تعریف اور تحقق کی شرائط بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔مرکب تام و ناقص کی تعریف مثالوں کے ساتھ کیجیے۔

سوال نمبر3: ۔مرکب تقییدی اور غیر تقییدی کی تعریف کریں۔

سوال نمبر4: ۔قائمٌ فی الدارِ مرکب تقییدی ہے یا غیر تقییدی۔

❋……❋……❋……❋

☆......جہلِ بسیط اور جہلِ مرکب میں فرق......☆

''ان الجهل المركب اعتقاد جازم غير مطابق للواقع. والجهل البسيط وهو عدم العلم عما من شانه ان يكون عالما ''یعنی جہل مرکب وہ ہے جس میں اعتقاد جازم و پختہ ہو اور خلاف واقع ہو اور جہل بسیط یہ ہے کہ کسی ایسی ذات کا نہ جاننا جس کا جاننا ضروری ہو۔

سبق نمبر: 14

......چند ضروری تعریفات......

اس سبق میں چند ایسی تعریفات بیان کی جائیں گی کہ جن کا استعمال علم منطق میں بہت زیادہ ہے۔

۱۔ حقیقت وماہیت:

کسی شی کے وہ اجزا جن سے مل کر کوئی چیز بنے اور اگر ان میں سے کوئی ایک جز بھی نہ پایا جائے تو شی بھی نہ پائی جائے۔ جیسے: پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے اگر ان میں سے کوئی ایک بھی گیس نہ پائی جائے تو پانی بھی نہیں پایا جائیگا لھذا یہ دونوں گیسیں پانی کی حقیقت وماہیت ہوئیں۔ اسی طرح روٹی کے ٹکڑے اور شوربا یہ دونوں ثرید کی حقیقت ہیں کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پایا جائے تو ثرید بھی نہیں پایا جائے گا۔

۲۔ عوارض:

وہ چیزیں جو شی کی حقیقت سے خارج ہوں اور ان کے بغیر بھی اس شے کا پایا جانا ممکن ہو۔ جیسے: کالا یا گورا ہونا انسان کے عوارض میں سے ہے۔

وضاحت:

کالا یا گورا ہونا انسان کی حقیقت سے خارج ہے۔ کیونکہ انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے۔

۳۔تشخص:

اس سے مراد وہ عوارض ہیں جن کے ذریعے ایک ہی حقیقت کے افراد کے درمیان فرق کیا جاسکے۔ جیسے: موٹا چھوٹا لمبا ہونا وغیرہ اسکے ذریعے انسان کے افراد مثلا زید، عمر وغیرہ میں فرق ہوجاتا ہے۔

٤۔ شخص:

حقیقت اور تَشَــخُّــصُ (یعنی جس سے کسی شی کا امتیاز ہو) کے مجموعہ کو شخص کہا جاتا ہے۔ جیسے: ذاتِ زید کہ اس کی حقیقت حیوان ناطق اور اس کا تشخص چھوٹا یا لمبا ہونا ہے اور ان دونوں کے مجموعے (ذاتِ زید) کا نام شخص ہے۔

۵۔مفہوم:

''مَاحَصَلَ فِی الذِّھْنِ'' یعنی جو چیز ذھن میں آئے اسے مفہوم کہتے ہیں۔

فائدہ:

مفہوم، مدلول، معنی میں کوئی ذاتی فرق نہیں صرف اعتباری فرق کیا جاتا ہے وہ اس طرح کہ جو چیز ذھن میں آئے اگر اس میں یہ اعتبار کیا جائے کہ وہ لفظ سے سمجھی جارہی ہے تو مفہوم اگر یہ اعتبار کیا جائے کہ لفظ اس پر دلالت کررہا ہے تو مدلول اور اگر یہ اعتبار کیا جائے کہ لفظ سے اس کا قصد کیا جارہا ہے تو اسے معنی اور مراد کہیں گے۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 15

......اشیاء کی حقیقتیں......

اس سبق میں چند اشیاء کی حقیقتیں بیان کی جائیں گی۔

۱۔ جوهر:

’’هُوَ جِسْمٌ قَائِمٌ بِذَاتِهٖ ‘‘ وہ جسم جس کا قیام کسی چیز کے پائے جانے پر موقوف نہ ہو۔ یعنی اپنے قائم ہونے میں غیر کا محتاج نہ ہو۔ جیسے: تمام اجسام (یعنی انسان، حیوان، چاند، سورج وغیرہ) جوہر ہیں۔

۲۔ جسم:

’’هُوَ قَابِلٌ للاَ بْعَادِ الثَّلاَ ثَہِ ‘‘ یعنی جو ابعادِ ثلاثہ (طول، عرض، عُمق یعنی لمبائی، چوڑائی، گہرائی) کو قبول کرے۔ جیسے: کمپیوٹر۔ دروازہ وغیرہ

۳۔ جسم نامی:

’’هُوَ جِسْمٌ نَامٍ‘‘ یعنی ہر ایسا جسم جو بڑھنے والا ہو۔ جیسے: درخت۔

٤۔ حیوان:

’’هُوَ جِسْمٌ نَامٍ حَسَّاسٌ مُتَحَرِّكٌ بِالاِرَادَةِ‘‘ یعنی ہر وہ جسم نامی جس میں محسوس کرنے کی قوت ہو اور اپنے اختیار سے حرکت کر سکتا ہو۔ جیسے: انسان، گدھا، وغیرہ۔

۵۔ انسان:

’’هُوَ حَيَوَانٌ نَاطِقٌ‘‘ یعنی بولنے والا جاندار۔

٦۔ فرس:

’’هُوَ حَيَوانٌ صَاهِلٌ‘‘ یعنی ہنہنانے والا جاندار۔

۷۔ اسد:

’’هُوَ حَيَوانٌ مُفتَرِسٌ ‘‘یعنی چیر پھاڑ کرنے والا جاندار۔

۸۔ حمار:

’’هُوَحَيَوانٌ نَاهِقٌ ‘‘یعنی رینکنے والا جاندار۔

۹۔ غنم:

’’هُوَ حَيَوانٌ ذُوْدِغَاءٍ‘‘ یعنی’’میں میں‘‘ کرنے والا جاندار۔

۱۰۔ بقر:

’’هُوَ حَيَوانٌ ذُوْخُوَارٍ‘‘ یعنی’’باں باں‘‘ کرنے والا جاندار۔

۱۱۔ لفظ:

’’صَوْتٌ يَسْتَقِرُّ بِمَخْرَجٍ‘‘ یعنی ایسی آواز جو کسی مخرج پر ٹھہرے۔

۱۲۔ کلمہ:

’’ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ ‘‘یعنی وہ اکیلا لفظ جو کسی معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

فائدہ:

جو شے طول، عرض، عمق کو قبول کرے وہ جسم مطلق ہے جیسے: کتاب اور جو صرف لمبائی اور چوڑائی کو قبول کرے وہ سطح ہے جیسے: کتاب کے صفحے کی ایک جانب اور جو فقط لمبائی کو قبول کرے وہ خط ہے جیسے: صفحہ کی ایک عمودی یا افقی طرف اور جو لمبائی، چوڑائی، گہرائی کو قبول نہ کرے وہ نقطہ ہے جیسے: صفحے کا انتہائی آخری کونہ۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 16

﴿......مفہوم کی اقسام......﴾

اس کی دوقسمیں ہیں۔ ۱۔ جزئی ۲۔کلی

۱۔جزئی:

''ھُوَ مَفْھُوْمٌ اِمْتَنَعَ فَرْضُ صِدْقِہٖ علیٰ کَثِیْرِیْنَ'' وہ مفہوم جس کا صدق کثیر افراد پر تجویز کرنا عقلاً ممتنع ہو جیسے: زید کہ اس کا صدق ایک خاص اور متعین ذات پر ہوتا ہے۔

۲۔کلی :

''ھُوَ مَفْھُوْمٌ لاَ یَمْتَنِعُ فَرْضُ صِدْقِہٖ عَلیٰ کَثِیْرِیْنَ'' یعنی وہ مفہوم جس کا صدق کثیر افراد پر تجویز کرنا عقلاً ممتنع نہ ہو جیسے: انسان۔

جزء کی تعریف:

کسی شی کا جز یہ ہے کہ وہ شی اس سے اور اس کے علاوہ دیگر اشیاء سے مرکب ہو جیسے: اینٹ دیوار کا جزء ہے۔

کل کی تعریف:

جو دو یا دو سے زیادہ اجزاء سے مرکب ہو جیسے: دیوار کہ یہ کل ہے کیونکہ یہ بہت سارے اجزاء یعنی اینٹوں سے مل کر بنی ہے۔

فائدہ:

جن اشیاء پر کلی کا صدق آئے ان کو کلی کی جزئیات اور افراد کہتے ہیں اور جن اشیاء

سے مل کر کل بنے ان میں سے ہر ایک کو جز کہتے ہیں۔

کلی اور کل میں فرق:

کلی کے ہر فرد پر تو کلی کا اطلاق ہوسکتا ہے لیکن کل کے اجزاء پر کل کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ جیسے: انسان ایک کلی ہے اس کے تمام افراد (زید، عمرو، بکر) پر اس کا طلاق ہوسکتا ہے یعنی ان میں سے ہر ایک کو انسان کہہ سکتے ہیں۔ اور دیوار ایک کل ہے اس کے ہر جز پر اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا یعنی ہر اینٹ کو ہم دیوار نہیں کہہ سکتے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔ مفھوم اور اس کی اقسام کی تعریفات بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔ جز اور جزئی نیز کل اور کلی کا فرق تحریر کریں۔

◆……◆……◆……◆

☆……فرامینِ مصطفٰی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم……☆

……شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ’’بداخلاقی عمل کو اس طرح برباد کردیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو۔‘‘

……رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لعل صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ’’بداخلاقی براشگون ہے اور تم میں بدترین وہ ہے جس کا اخلاق سب سے برا ہے۔‘‘

(’’جہنم میں لے جانے والے اعمال‘‘، جلد اول، ص۲۶۶، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

سبق نمبر: 17

……نسبت کی اقسام……

نسبت کی چار قسمیں ہیں:

۱۔نسبتِ تساوی ۲۔نسبتِ تباین

۳۔نسبتِ عموم خصوص مطلق ٤۔نسبتِ عموم خصوص من وجہ

۱۔نسبت تساوی:

وہ نسبت جو ایسی دو کلیوں کے درمیان پائی جائے کہ ان میں سے ہر ایک دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے۔ جیسے: انسان اور ناطق کے درمیان نسبت۔

وضاحت:

انسان اور ناطق دو ایسی کلیاں ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آتی ہے جیسے: ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق، ضاحک ہے۔

۲۔ نسبت تباین:

وہ نسبت جو ایسی دو کلیوں کے درمیان پائی جائے کہ ان میں سے کوئی کلی بھی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے: انسان اور پتھر۔

وضاحت:

انسان اور پتھر دو ایسی کلیاں ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہیں آتی کیونکہ کوئی بھی انسان پتھر نہیں اور اسی طرح کوئی بھی پتھر انسان نہیں لہذا ان

دونوں کے درمیان نسبت تباین ہے۔

۳۔ نسبت عموم خصوص مطلق:

وہ نسبت جو ایسی دوکلیوں کے درمیان پائی جائے کہ ان میں سے ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے لیکن دوسری کلی پہلے کے ہر ہر فرد پر صادق نہ آئے بلکہ بعض پر صادق آئے۔ جیسے: ولی، اور عالم کے درمیان نسبت۔

وضاحت:

ولی اور عالم دو ایسی کلیاں ہیں کہ ان میں ایک تو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آتی ہے لیکن دوسری کلی پہلی کلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہیں آتی۔ جیسے: ہر ولی عالم ہے یعنی تمام اولیاء عالم ضرور ہونگے۔ لیکن ہر ہر عالم ولی بھی ہو ایسا نہیں بلکہ بعض عالم ولی ہوتے ہیں اور بعض عالم ولی نہیں ہوتے۔

٤۔ نسبت عموم خصوص من وجہ:

وہ نسبت جو ایسی دوکلیوں کے درمیان پائی جائے کہ جن میں ہر ایک دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے جیسے: حیوان و اسود کے درمیان نسبت (۱)۔

---

❶......سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی **أَعْجَبُ الإِمْدَاد فِي مُكَفِّرَاتِ حُقُوْقِ الْعِبَاد** میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حق العبد کی اقسام کو منطقی طرز پر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''حق العبد ہر وہ مطالبۂ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمہ کسی کے لئے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان وآزار (تکلیف) جو بے اجازتِ شرعیہ کسی قول، فعل، تَرْک (بھول چُوک) سے کسی کے دِین، آبرو، جان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے۔ تو یہ دو قسمیں ہوئیں، اول کو دُیون (دُیون دَین کی جمع ہے)، ثانی کو مَظالم (**مظالِم مَظْلِمَةٌ** کی جمع ہے جس کے معنی ظلم وستم و ناانصافی کے ہیں)، اور دونوں کو تَبِعات (**تبعات تَبِعَةٌ** کی جمع ہے جس کا معنی تاوان یا ڈنڈ ہے) اور کبھی دُیُون بھی کہتے ہیں۔ =

وضاحت:

حیوان اور اسود دو ایسی کلیاں ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آتی ہے تمام پر نہیں جیسے: بعض حیوان اسود ہیں۔ اس طرح بعض اسود حیوان ہیں۔ یعنی بعض حیوان کالے ہوتے ہیں مثلا بھینس، بعض کالے نہیں ہوتے مثلا بطخ، اسی طرح بعض کالی اشیاء حیوان ہوتی ہیں بعض حیوان نہیں ہوتی بلکہ کوئی اور شے ہوتی ہیں پتھر وغیرہ۔

فائدہ:

جن دو کلیوں کے درمیان نسبت تساوی پائی جائے انہیں ”متساویین“ کہتے ہیں جن دو کلیوں کے درمیان نسبت تباین پائی جائے انہیں ”متبائنین“ کہتے ہیں جن دو کلیوں کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق پائی جائے ان میں سے وہ کلی جو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے اسے اعم مطلق اور دوسری کو اخص مطلق کہتے ہیں۔ اور وہ دو کلیاں جن کے درمیان نسبت عموم وخصوص من وجہ پائی جائے ان میں سے ہر کو ایک اعم اخص من وجہ کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

ان دونوں قسم میں نسبت عُمُومُ خُصُوصُ مِنْ وَجْہٍ ہے یعنی کہیں تو دَین پایا جاتا ہے مَظْلِمَہ (ظلم) نہیں، جیسے: خریدی چیز کی قیمت، مزدور کی اُجرت، عورت کا مہر وغیرہا دُیُون کہ عقودِ جائزہ شرعِیّہ (جائز شرعی قول وقرار) سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اس نے اُن کی ادا میں کمی وتاخیرِ نارَوا نہ بَرْتی (بے جا تاخیر نہ کی) یہ حق العبد تو اس کی گردن پر ہے مگر کوئی ظُلم نہیں۔ اور کہیں مظلمہ پایا جاتا ہے دَین نہیں جیسے: کسی کو مارا، گالی دی، بُرا کہا، غیبت کی کہ اس کی خبر اسے پہنچی، یہ سب حُقوق العبد وظُلم ہیں مگر کوئی دَین واجبُ الادا نہیں، (ان صورتوں میں تکلیف تو پہنچائی لیکن اس پر مال دینا لازم نہیں ہوا) اور کہیں دَین اور مظلمہ دونوں ہوتے ہیں جیسے: کسی کا مال چرایا، چھینا، لوٹا، رشوت، سود، جُوئے میں لیا، یہ سب دُیُون بھی ہیں اور ظلم بھی۔ (فتاوی رضویہ ج ٢٤، ص ٤٥٩)

مشق

سوال نمبر1: ۔ نسبت کی اقسام بمعہ امثلہ تحریر کریں۔

سوال نمبر2: ۔ درج ذیل ہر دو کلیوں میں کون سی نسبت پائی جارہی ہے۔

حیوان، انسان۔ شجر، حجر۔ فرس، صاہل۔ حیوان، ابیض۔

جسم نامی، درخت انار۔ انسان، اسود۔ انسان، حجر۔ انسان، ناطق

* * * *

☆......ضابطہ اور قاعدہ میں فرق......☆

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں قاعدہ وہ امر کلی ہے جس پر جزئیات کثیرہ منطبق ہوں اوران جزئیات کے احکام اس قاعدہ سے معلوم ہوں اور اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱)......وہ قاعدہ جو کسی خاص باب کے ساتھ مخصوص نہ ہو۔ جیسے: ''**الیقین لا یزُولُ بالشکّ**''، کہ یہ قاعدہ بقول علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جمیع ابواب فقہ میں داخل ہے۔ اورفقہ کے تین چوتھائی مسائل اسی قاعدہ پر مستخرج ہیں۔

(۲)......وہ قاعدہ جو مخصوص الباب ہو جیسے: ''**کل کفارۃ سببھا معصیۃ فھی علی الفور**''، اب جو مخصوص الباب ہو اس کیلئے اکثر لفظ ضابطہ بولتے ہیں اور جو مخصوص الباب نہ ہو اس کو قاعدہ کہتے ہیں۔

سبق نمبر: 18

……جزئی کی اقسام کا بیان……

جزئی کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ جزئی حقیقی ۲۔ جزئی اضافی

۱۔ جزئی حقیقی:

وہ مفہوم جس کا صدق کثیر افراد پر فرض کرنا درست نہ ہو۔ جیسے: زید کہ اس کا صدق ایک خاص اور معین ذات پر ہوتا ہے کما سبق.

وضاحت:

زید کا مفہوم ''ذات زید'' پر دلالت کرتا ہے۔ عمرو، بکر وغیرہ پر نہیں۔ لہذا زید کا مفہوم ایسا مفہوم ہوا جس میں اس کے علاوہ کوئی شریک نہیں۔

۲۔ جزئی اضافی:

''**هُوَ مَا كَانَ أَخَصُّ تَحْتَ الْأَعَمِّ**'' یعنی ہر وہ اخص جو اعم کے تحت آئے۔ جیسے: انسان۔

وضاحت:

چونکہ انسان کے افراد حیوان کے افراد سے کم ہیں۔ لہذا انسان اخص ہے یہ صرف انسانوں (زید، عمر، بکر وغیرہ) پر ہی بولا جاتا ہے اور حیون اعم ہے کیونکہ یہ انسانوں کے علاوہ دیگر اشیاء (حمار، غنم، فرس وغیرہ) پر بھی بولا جاتا ہے۔ لہذا انسان ایسا اخص ہوا جو اعم

(حیوان) کے تحت پایا جا رہا ہے اور ہر اخص جو اعم کے تحت ہو وہ جزئی اضافی ہوتا ہے لہذا انسان جزئی اضافی ہوا۔

فائدہ:

جزئی حقیقی ''خاص'' اور جزئی اضافی ''عام'' ہے یعنی ہر جزئی حقیقی جزئی اضافی تو ہوتی ہے لیکن ہر جزئی اضافی جزئی حقیقی نہیں ہوتی۔ جیسے: زید جزئی حقیقی ہے کیونکہ اس کا اطلاق خاص اور معین پر ہوتا ہے اسی طرح زید جزئی اضافی بھی ہے کیونکہ اعم (انسان) کے تحت واقع ہے۔ اور انسان جزئی اضافی تو ہے کیونکہ یہ اعم (حیوان) کے تحت واقع ہے لیکن یہ جزئی حقیقی نہیں کیونکہ اس پر جزئی حقیقی کی تعریف صادق نہیں آتی۔

☆☆☆☆☆

☆......ضدین اور نقیضین میں فرق......☆

نقیض کہتے ہیں دو چیزوں کا اس حیثیت سے ہونا کہ دونوں کا اکٹھا جمع ہونا بھی ممکن نہ ہو، اور رفع یعنی دونوں کسی ایک پر صادق نہ آئیں، جیسے وجود وعدم مثلاً قلم کے اندر نہ تو وجود وعدم دونوں اکھٹے صادق آسکتے ہیں اور نہ ہی یہ ہوسکتا ہے کہ دونوں ہی صادق نہ آئیں، بلکہ ضروری ہے کہ اگر وجود ہوتو عدم نہ ہو اور اگر عدم ہوتو وجود نہ ہو دونوں ہونا بھی محال ہے۔

اور ضدین کہتے ہیں کہ دو چیزوں کا اس حیثیت سے ہونا کہ دونوں اکھٹی جمع تو نہیں ہوسکتی مگر یہ ہوسکتا ہے کہ کسی چیز میں یہ دونوں ہی نہ ہوں جیسے: سیاہ اور سفید ضدین ہیں کہ ایک جگہ جمع تو نہیں ہوسکتیں کہ ایک چیز سیاہ بھی ہو اور سفید بھی ہو۔ مگر یہ ہوسکتا ہے کہ کسی چیز میں یہ دونوں ہی نہ ہوں جیسے: لال چیز، کہ نہ سیاہ ہے اور نہ سفید۔

سبق نمبر: 19

﴿......کلی کی تقسیمات......﴾

کلی کی دو طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

(1)......کلی کے افراد کے خارج میں پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے۔

(2)......کلی کے اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

1۔کلی کے افراد کے خارج میں پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے تقسیم

اس اعتبار سے کلی کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ یا تو ایسی کلی ہوگی جس کے افراد کا خارج میں پایا جانا **ممتنع** ہوگا جیسے: لاشی، لاممکن، شریک باری تعالی۔

۲۔ یا ایسی کلی ہوگی جس کے افراد کا خارج میں پایا جانا **ممکن** تو ہے لیکن کوئی فرد پایا نہ جائے جیسے: عَنقَاء، ڈائنا سور وغیرہ۔

نوٹ:

عنقاء کے متعلق مختلف اقوال ہیں لیکن فلاسفہ کا قول یہ ہے کہ یہ وہ پرندہ ہے جس کے دو بازو اور چار پاؤں ہیں اور اس کے بازو مشرق و مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں خارج میں ایسے پرندے کا پایا جانا ممکن تو ہے لیکن ایک فرد بھی نہیں پایا جاتا۔

۳۔ یا ایسی کلی ہوگی جس کا صرف ایک ہی فرد (ضروری طور پر) پایا جائے

اور دوسرے افراد کا پایا جانا محال (ناممکن) ہو۔ جیسے: واجب الوجود۔

٤۔ یا ایسی کلی ہوگی جس کا صرف ایک ہی فرد پایا جائے اور دوسرے افراد کا پایا جانا ممکن ہو۔ جیسے: سورج، چاند وغیرہ۔

٥۔ یا ایسی کلی ہوگی جس کے بہت سارے افراد خارج میں پائے جاتے ہوں اور وہ افراد متناہی (یعنی محدود) ہوں جیسے: کواکب سیارہ یعنی شمس، قمر، مریخ، زحل، مشتری، عطارد، زہرہ وغیرہ۔

٦۔ یا پھر ایسی کلی ہوگی جس کے بہت سارے افراد خارج میں پائے جاتے ہوں اور وہ غیر متناہی (یعنی لامحدود) ہوں۔ جیسے: معلوماتِ باری تعالی۔

نوٹ: علمِ مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کلی متناہی ہے، اور علمِ خدا عزوجل کلی غیر متناہی ہے۔

الحاصل:

کلی کے خارج میں پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے کل تین قسمیں بنتی ہیں۔

١۔ واجب الوجود ٢۔ ممتنع الوجود ٣۔ ممکن الوجود

١۔ واجب الوجود:

جس کا عدم (نہ ہونا) محال ہو اور وجود (ہونا) ضروری ہو اس کلی کا ایک ہی فرد پایا جاتا ہے یعنی ذات باری تعالی عزوجل۔

٢۔ ممتنع الوجود:

جس کا وجود محال ہو اور عدم ضروری ہو۔ جیسے: شریکِ باری تعالی۔

٣۔ ممکن الوجود:

جس کا وجود اور عدم دونوں محال نہیں یعنی جس کا وجود وعدم دونوں ممکن ہوں۔ جیسے:

عنقاء، یاقوت کا پہاڑ وغیرہ۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔جزئی حقیقی اور جزئی اضافی کی تعریفات مع امثلہ لکھیں۔

سوال نمبر 2: ۔کلی کے خارج میں پائے جانے کے اعتبار سے اس کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

سوال نمبر3: ۔واجب الوجود، ممتنع الوجود اور ممکن الوجود سے کیا مراد ہے؟

✹……✹……✹……✹

✹……علم اور معرفت میں فرق……✹

ان دونوں کے درمیان مختلف وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے۔

(۱)……علم ادراک بالقلب کو کہتے ہیں اور معرفت ادراک بالحواس کو کہتے ہیں۔

(۲)……علم کا استعمال کلیات میں ہوتا ہے اور معرفت کا استعمال جزئیات میں ہوتا ہے۔

(۳)……علم جہل کی ضد ہے اور معرفت انکار کی۔

(۴)……معرفت متعدی بیک مفعول ہے بخلاف علم کے کہ وہ کبھی متعدی بیک مفعول ہوتا ہے اور کبھی بدو مفعول۔

سبق نمبر: 20

کلی کے اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے تقسیم

اس اعتبار سے کلی کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔کلی ذاتی ۲۔کلی عرضی

۱۔کلی ذاتی:

جو کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج نہ ہو اسے کلی ذاتی کہتے ہیں۔ جیسے: جنس، نوع، فصل۔

۲۔کلی عرضی:

جو کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو وہ کلی عرضی ہے جیسے: خاصہ، عرض عام

کلی ذاتی کی اقسام

اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔جنس ۲۔نوع ۳۔فصل

۱۔جنس:

’’هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُخْتَلِفِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَاهُوَ‘‘

یعنی جنس وہ کلی ہے جو مَاھُوَ کے جواب میں ایسے بہت سارے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں۔ جیسے: حیوان۔

وضاحت:

جیسے انسان اور فرس ان دونوں کی حقیقتیں مختلف ہیں جب ہم ان کے بارے میں ماھما سے سوال کریں گے تو جواب میں حیوان آئے گا لہذا حیوان جنس ہے۔

نوع کی تعریف:

’’هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُتَّفِقِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَاهُوَ‘‘ نوع ایسی کلی ہے جو ماھو کے جواب میں ایسے بہت سارے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں ایک جیسی ہوں۔ جیسے: انسان۔

وضاحت:

جیسے زید، عمر، بکر ان تینوں کی حقیقتیں ایک جیسی ہیں (یعنی تینوں حیوان ناطق ہیں) جب ہم ان کے بارے میں ماھم سے سوال کریں گے تو جواب میں انسان آئے گا لہذا معلوم ہوا کہ انسان نوع ہے۔

فصل:

’’هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلَى الشَّيْءِ فِي جَوَابِ ’’أَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهٖ‘‘ یعنی فصل ایسی کلی ہے جو ای شی ھو فی ذاتہ کے جواب میں کسی شی پر بولی جائے جیسے: ناطق۔

وضاحت:

جب ہم انسان کے بارے میں سوال کریں کہ اَلْاِنْسَانُ اَیُّ شَیْءٍ هُوَ فِیْ ذَاتِهٖ یعنی انسان اپنی ذات کے اعتبار سے کیا ہے تو جواب دیا جائے گا کہ وہ ناطق ہے لہذا معلوم ہوا کہ ناطق انسان کیلئے فصل ہے۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 21

﴿......جنس کی تقسیمات......﴾

جنس کی دو طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

(۱)......قُرب و بُعد کے اعتبار سے (۲)......ترتیب کے اعتبار سے

۱۔قُرب وبُعد کے اعتبار سے جنس کی تقسیم

اس اعتبار سے جنس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔جنس قریب ۲۔جنس بعید

۱۔جنس قریب:

کسی ماہیت کی جنس قریب وہ جنس ہے کہ اس جنس کے جس کسی فرد کو بھی اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ماھما؟ کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس بولی جائے۔ جیسے: انسان کی جنس قریب حیوان ہے کیونکہ حیوان کے جس فرد کو انسان کے ساتھ ملا کر ماھما؟ سے سوال کریں تو جواب میں حیوان واقع ہوگا۔ مثلاً **الانسان والاسد ماھما؟ الانسان والحمار ماھما؟ الانسان والبغل ماھما؟** ان سب سوالوں کا جواب ''حیوان'' آئے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ انسان کی جنس قریب حیوان ہے۔

۲۔ جنس بعید:

کسی ماہیت کی جنس بعید وہ جنس ہے جس کے بعض افراد کو جب اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ماھما؟ کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس واقع ہو اور جب بعض دوسرے افراد کو

اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ماہما؟ کے ذریعہ سوال کیا جائے تو وہ جنس جواب میں نہ بولی جائے بلکہ کوئی دوسری جنس جواب میں بولی جائے۔ جیسے: انسان کی جنس بعید جسم نامی ہے کیونکہ جسم نامی کے افراد میں کچھ ایسے افراد ہیں کہ جب ان کو انسان کے ساتھ ملا کر ماہما؟ کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب میں جسم نامی آئے گا اور بعض دوسرے ایسے افراد ہیں کہ جب ان کو انسان کے ساتھ ملا کر ماہما؟ کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب میں جسم نامی واقع نہ ہوگا۔ چنانچہ جب سوال کیا جائے: **الانسان والنخل ماھما؟ الانسان والجامون (جامن) ماھما؟** تو جواب میں جسم نامی آئے گا اور جب سوال کریں کہ **الانسان والحمار ماھما؟ الانسان والکلب ماھما؟** تو جواب میں جسم نامی نہیں بلکہ حیوان آئے گا حالانکہ نخل اور جامن کی طرح حمار اور کلب بھی جسمِ نامی کے افراد میں داخل ہیں۔

۲۔ ترتیب کے اعتبار سے جنس کی تقسیم

اس اعتبار سے جنس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔جنس عالی ۲۔جنس سافل ۳۔جنس متوسط ٤۔جنس مفرد

۱۔جنس عالی:

''ھُوَ مَالایَکُوْنُ فَوْقَہٗ جِنْسٌ وَیَکُوْنُ تَحْتَہٗ جِنْسٌ'' یعنی وہ جنس جس کے اوپر تو کوئی جنس نہ ہو لیکن اس کے نیچے جنس پائی جائے۔ جیسے: جوہر۔

فائدہ:

جنس عالی کو جنس الاجناس بھی کہتے ہیں۔

۲۔ جنس سافل:

’’وَهُوَ مَالايَكُوْنُ تَحْتَهٗ جِنْسٌ وَيَكُوْنُ فَوْقَهٗ جِنْسٌ‘‘ یعنی وہ جنس جس کے نیچے تو کوئی جنس نہ پائی جائے جبکہ اس کے اوپر جنس پائی جائے۔ جیسے: حیوان۔

فائدہ:

جنسِ سافل کے تحت نوع پائی جاتی ہے جنس نہیں جیسے: حیوان کے تحت انسان۔

۳۔ جنس متوسط:۔

’’وَهُوَ مَايَكُوْنُ تَحْتَهٗ وَفَوْقَهٗ جِنْسٌ‘‘ یعنی وہ جنس جس کے اوپر بھی جنس ہو اور نیچے بھی۔ جیسے: جسم نامی۔

٤۔ جنس مفرد:

’’هُوَ مَالا يَكُوْنُ تَحْتَهٗ جِنْسٌ وَلاَ فَوْقَهٗ أَيْضًا‘‘ یعنی وہ جنس جس کے اوپر نیچے کوئی جنس نہ ہو جیسے: عقل جبکہ جوہر کو اس کی جنس نہ مانا جائے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔کلی ذاتی کی تعریف اوراس کی اقسام تفصیلا ذکر کریں۔

سوال نمبر2: ۔جنس کی اقسام بمع امثلہ تفصیلا لکھیں۔

سوال نمبر3: ۔جنس عالی، جنس سافل، جنس متوسط اور جنس مفرد کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر4: ۔درج ذیل کلی دوسری کلی کے لئے کلی ذاتی وعرضی کی کون سی قسم ہے؟

ناطق، انسان کے لئے۔ حیوان، انسان کیلئے۔ ناہق، حمار کے لئے۔ ضاحک، انسان کے لئے۔ جسم نامی، حیوان کے لئے۔ ماشی، فرس کے لئے۔ جسم، حجر کے لئے۔ صاہل فرس کے لئے۔

⁂ …… ⁂ …… ⁂ …… ⁂

⁂ ……4 فرامینِ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ…… ⁂

……علماءِ اہلسنت کی برکت سے شجرِ اسلام لہلہا رہا ہے۔

……عالِمِ باعمل مثل چاند ہے اور عالِمِ بےعمل مثلِ شمع ہے۔

……فرض کا جاننا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

……فرض علوم نہ سیکھنے والا گنہگار ہے۔

سبق نمبر: 22

......نوع کی اقسام......

اس کی چار قسمیں ہیں:

١۔ نوع عالی ٢۔ نوع سافل ٣۔ نوع متوسط ٤۔ نوع مفرد

١۔ نوع عالی:

''هُوَ مَا يَكُوْنُ تَحْتَهٗ نَوْعٌ وَلاَ يَكُوْنُ فَوْقَهٗ نَوْعٌ'' یعنی وہ نوع جس کے نیچے تو نوع پائی جائے لیکن اس کے اوپر کوئی نوع نہ ہو۔ جیسے: جسم مطلق۔

٢۔ نوع سافل:

''هُوَ مَا لاَ يَكُوْنُ تَحْتَهٗ نَوْعٌ وَيَكُوْنُ فَوْقَهٗ نَوْعٌ'' یعنی وہ نوع جس کے نیچے کوئی نوع نہ ہو لیکن اس کے اوپر نوع ہو۔

فائدہ:

نوعِ سافل کو نوعُ الانواع بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ نوع تمام انواع سے اخص ہے۔ جیسے: انسان۔

٣۔ نوع متوسط:

''هُوَ مَا يَكُوْنُ تَحْتَهٗ نَوْعٌ وَفَوْقَهٗ نَوْعٌ'' یعنی وہ نوع جس کے اوپر بھی نوع ہو اور نیچے بھی۔ جیسے: جسم نامی۔

٤۔ نوع مفرد:

''هُوَ مَا لاَ يَكُوْنُ تَحْتَهٗ نَوْعٌ وَلاَ فَوْقَهٗ'' یعنی وہ نوع جس کے اوپر نیچے کوئی

نوع موجود نہ ہو۔ جیسے: عقل جبکہ جوہر کو اس کی جنس مانا جائے۔

فائدہ: نوع کی ایک دوسری قسم بھی ہے جس کو نوع اضافی کہا جاتا ہے۔

نوع اضافی:

''هُوَ مَا هِيَةٌ يُقَالُ عَلَيْهَا وَعَلٰى غَيْرِهَا الْجِنْسُ فِيْ جَوَابِ مَاهُوَ'' یعنی نوعِ اضافی ایسی ماہیت ہے اگر اس کو کسی دوسری ماہیت سے ملا کر مَا هُوَ کے ذریعے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس آئے جیسے: حیوان۔

وضاحت:

حیوان نوعِ اضافی ہے کیونکہ اگر اس کو کسی دوسری ماہیت سے ملا کر ماھو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں جنس آئے گا۔ جیسے: أَلْحَيَوَانُ وَالشَّجَرُ مَاهُمَا تو اس کا جواب ''جسم نامی'' آئے گا جو کہ جنس ہے۔

☆☆☆☆☆

☆......فسق اور فجور کے مابین فرق......☆

فسق اور فجور دونوں لفظ گناہ کے معنی کیلئے مستعمل ہیں، لیکن فسق عام طور پر گناہ کبیرہ کیلئے استعمال ہوتا ہے اور فجور عام ہے کبیرہ اور صغیرہ دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔

☆......فاسق اور فاجر کے مابین فرق......☆

فقہاء کی اصطلاح میں جو شخص کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے اور پھر اس سے توبہ بھی نہ کرے یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرے اور اس کی عادت بنالے وہ فاسق ہے اور جو شخص یہ فسق کے کام اور گناہ علانیہ جرأت کے ساتھ کرتا پھرے اسے فاجر کہا جاتا ہے۔

سبق نمبر: 23

……فصل کی تقسیمات……

فصل کی دو طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

۱۔قرب وبعد کے اعتبار سے ۲۔نسبت کے اعتبار سے

۱۔ قرب وبعد کے اعتبار سے فصل کی تقسیم

اس اعتبار سے فصل کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔فصل قریب ۲۔فصل بعید

۱۔ فصل قریب:

”هُوَ الْمُمَيِّزُ عَنِ الْمُشَارِكَاتِ فِي الْجِنْسِ الْقَرِيْبِ“ وہ فصل ہے جو ماہیت کو جنس قریب کے مشارکات سے جدا کردے جیسے: ناطق انسان کیلئے۔

وضاحت:

ناطق انسان کیلئے فصل قریب ہے کیونکہ حیوان جو کہ انسان کیلئے جنس قریب ہے، اس میں جو چیزیں انسان کے ساتھ حیوان ہونے میں شریک ہیں (جیسے: فرس، حمار وغیرہ) ناطق نے انسان کو ان سب سے جدا کردیا۔

۲۔ فصل بعید:

”هُوَ الْمُمَيِّزُ عَنِ الْمُشَارِكَاتِ فِي الْجِنْسِ الْبَعِيْدِ“ وہ فصل ہے جو کسی ماہیت کو جنس بعید کے مشارکات سے جدا کرے۔ جیسے: حَسَّاس انسان کیلئے۔

وضاحت:

حساس انسان کیلئے فصل بعید ہے کیونکہ جسم نامی (جو کہ انسان کیلئے جنس بعید ہے) میں جو چیزیں انسان کے ساتھ شریک تھیں (جیسے: درخت وغیرہ) حساس نے انسان کو ان سب سے جدا کر دیا۔

نسبت کے اعتبار سے فصل کی تقسیم

اس اعتبار سے بھی فصل کی دو قسمیں ہیں۔

۱. مُقَوِّمُ ۲. مُقَسِّمُ

۱۔ مُقَوِّمُ:

فصل کی نسبت نوع کی طرف ہو تو اسے مقوم کہتے ہیں۔

وضاحت:

فصل نوع کی حقیقت میں داخل ہوتی ہے اس لئے فصل کو نوع کے اعتبار سے مقوم کہتے ہیں کیونکہ مقوم کا معنی ہے کسی شی کی حقیقت میں داخل ہونے والا جیسے: ناطق یہ انسان کی حقیقت میں داخل ہے لھذا انسان کے لئے مقوم ہے۔

۲۔مُقَسِّمُ:

فصل کی نسبت جنس کی طرف ہو تو اسے مقسم کہتے ہیں۔

وضاحت:

فصل جنس کی تقسیم کرتی ہے اس لئے فصل کو جنس کے اعتبار سے مقسِّم کہتے ہیں کیونکہ مقسم کا معنی ہے تقسیم کرنے والا جیسے: ناطق حیوان کیلئے مقسِّم ہے کیونکہ یہ حیوان کی تقسیم کر رہا

ہے حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق کی طرف۔

مقوم ومقسم کاحکم

مقوم کاحکم:

ہر وہ فصل جونوع عالی کیلئے مقوم ہوگی وہ نوع سافل کیلئے ضرور مقوم ہوگی جیسے: قَابِلٌ لِلْأَبْعَادِ الثَّلٰثَةِ (طول، عرض، عمق کوقبول کرنے والا) ہونا جسم مطلق کیلئے مقوم ہے اسی طرح یہ جسم نامی، حیوان اورانسان کیلئے بھی مقوم ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ جو فصل نوع سافل کیلئے مقوم ہوگی وہ نوع عالی کیلئے بھی مقوم ہوگی جیسے: ناطق انسان کیلئے تو مقوم ہے لیکن یہ انسان سے اوپر والی کلیات (حیوان، جسم نامی وغیرہ) کیلئے مقوم نہیں۔

مقسم کا حکم:

ہر وہ فصل جوجنس سافل کیلئے مقسم ہوگی وہ جنس عالی کیلئے بھی مقسم ہوگی جیسے: ناطق جس طرح یہ حیوان کیلئے مقسم ہے کہ اس نے حیوان کو دوحصوں میں تقسیم کردیا حیوان ناطق اور حیوان غیر ناطق۔ اسی طرح یہ جسم نامی اور جسم مطلق کیلئے بھی مقسم ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ جو فصل جنس عالی کیلئے مقسم ہو وہ جنس سافل کیلئے مقسم ہو جیسے: حساس یہ جسم نامی کیلئے تو مقسم ہے کہ اس نے جسم نامی کو حساس اور غیر حساس میں تقسیم کردیا لیکن یہ حیوان کیلئے مقسم نہیں۔ کیونکہ حیوان سارے حساس ہیں۔

فائدہ:

کلیات کی ترتیب نیچے سے اوپر کی طرف ہے یعنی سب سے نیچے انسان اس کے اوپر حیوان، اس کے اوپر جسم نامی، اس کے اوپر جسم مطلق اور سب سے اوپر جوہر۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔نوع عالی، نوع سافل، نوع متوسط اور نوع مفرد کی تفصیلا وضاحت کریں۔

سوال نمبر2: ۔فصل قریب اور فصل بعید کی تعریفات مع امثلہ لکھیں۔

سوال نمبر3: ۔نسبت کے اعتبار سے فصل کی اقسام بیان کریں۔

سوال نمبر4: ۔مقوم اور مقسم کا حکم بیان کریں۔

سوال نمبر 5: ۔مندرجہ ذیل ہر دو کلی میں سے ایک کلی دوسری کے لئے جنس یا فصل کی کون سی قسم ہے؟ وجہ بھی بتائیں۔

ناطق، انسان۔ جسم نامی، شیر۔ صاہل، فرس۔ ناہق، حمار۔ جسم نامی، درخت انار۔

حساس، انسان۔ حیوان، فرس۔ جسم، پتھر۔

◆……◆……◆……◆

◆……**فرامینِ امیر اہلسنت** دامت برکاتہم العالیہ……◆

……میرا کوئی وقت فارغ نہیں گزرتا۔

……اگر پانچ منٹ کی گفتگو کا ’’لیبارٹری ٹیسٹ‘‘ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہماری گفتگو میں کس قدر غیبت، چغلی، جھوٹ اور ناجائز مبالغہ ہے۔

……درست مسئلہ بتانے پر بگڑنے کے بجائے شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

سبق نمبر: 24

کلی عرضی کی تقسیمات

کلی عرضی کی دو طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

۱۔ ''ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ'' خاص ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

۲۔ ''معروض'' سے جدا ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

۱۔''ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ'' خاص ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کلی عرضی کی تقسیم

اس اعتبار سے کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں:

۱۔خاصہ ۲۔عرض عام

۱۔خاصہ:

''هُوَ كُلِّيٌّ خَارِجٌ عَنْ حَقِيْقَةِ الأَفْرَادِ مَقُوْلٌ عَلٰى أَفْرَادٍ وَاقِعَةٍ تَحْتَ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ'' یعنی خاصہ وہ کلی ہے جو افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور ایسے افراد پر بولی جائے جو ایک ہی حقیقت کے تحت واقع ہوں جیسے: ضاحک انسان کیلئے۔ اسے ''عرض خاص'' بھی کہا جاتا ہے۔

وضاحت:

ضاحک انسان کیلئے خاصہ ہے کیونکہ یہ انسان کی حقیقت (حیوان ناطق) سے خارج ہے اور یہ (یعنی ضحک) صرف اور صرف انسان ہی کے افراد میں پایا جاتا ہے۔

۲۔عرض عام:

’’هُوَ كُلِّيٌّ خَارِجٌ عَنْ حَقِيْقَةِ الْأَفْرَادِ مَقُوْلٌ عَلٰى أَفْرَادٍ وَاقِعَةٍ تَحْتَ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ وَعَلٰى غَيْرِهَا ‘‘یعنی عرض عام وہ کلی ہے جوافراد کی حقیقت سے خارج ہواور ایسے افراد پر بولی جائے جوایک حقیقت کے تحت واقع ہوں اور ایسے افراد پر بھی بولی جائے جن کی حقیقت مختلف ہو۔ جیسے: ماشی انسان کے افراد کیلئے بھی بولا جاتا ہے اور غنم، فرس کے افراد کیلئے بھی بولا جاتا ہے۔

خاصہ کی اقسام

خاصہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔خاصہ شاملہ ۲۔خاصہ غیر شاملہ

۱۔ خاصه شامله:

وہ خاصہ ہے جوان تمام افراد میں پایا جائے جن کا وہ خاصہ ہے جیسے: کاتب بالقوہ ہونا انسان کیلئے۔

نوٹ: بالقوۃ سے مراد کام کرنے کی صلاحیت ہو لیکن اس وقت نہ کرے۔

۲۔خاصه غیر شامله:

وہ خاصہ ہے جوان تمام افراد میں نہ پایا جائے جن کا وہ خاصہ ہے بلکہ بعض افراد میں پایا جائے جیسے: کاتب بالفعل ہونا انسان کیلئے۔

نوٹ: بالفعل سے مراد کام کرنے کی صلاحیت بھی ہو اور اس وقت کرے بھی۔

فائده:

کلی ذاتی وعرضی کی ایک اور بھی تعریف کی گئی ہے۔

کلی ذاتی:

وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت میں داخل ہو۔

کلی عرضی:

وہ کلی ہے جو اپنے افراد کی حقیقت میں داخل نہ ہو۔

دونوں میں فرق:

کلی ذاتی وعرضی کی مشہور تعریفات اور مذکورہ بالا تعریفات میں فرق یہ ہے کہ مشہور تعریف کے مطابق نوع، کلی ذاتی کی ایک قسم ہے مگر مذکورہ بالا تعریفات کے مطابق نوع کلی عرضی کی قسم بن جائے گی، کیونکہ یہ اپنے افراد کی حقیقت میں داخل نہیں بلکہ یہ اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہے۔

فائدہ:

کلی ذاتی وعرضی کی پانچوں قسموں کو کلیاتِ خمسہ کہا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

......فرمان مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم......

دافع رنج وملال، صاحب جود ونوال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”چھ چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیب کی ٹوہ میں لگے رہنا۔ (۲) دل کی سختی۔ (۳) دنیا کی محبت۔ (۴) حیا کی کمی۔ (۵) لمبی امید اور۔ (۶) حد سے زیادہ ظلم۔“

(”جہنم میں لے جانے والے اعمال، جلد اول، ص ۲۷۵، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ“)

سبق نمبر: 25

معروض سے جدا ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کلی عرضی کی تقسیم

اپنے معروض سے جدا ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے کلی عرضی یعنی خاصہ اور عرض عام کی دو قسمیں ہیں: ۱۔عرض لازم ۲۔عرض مفارق

۱۔ عرض لازم:

وہ کلی عرضی ہے جسکا اپنے معروض سے جدا ہونا **ممتنع** ہو۔ جیسے: زوجیت (یعنی جفت ہونا) چار کے عدد کیلئے۔

وضاحت:

اس مثال میں ''اربعۃ'' معروض اور ''جفت ہونا'' اس کا لازم ہے اور اس کا اپنے معروض یا ملزوم سے جدا ہونا محال ہے۔

۲۔ عرض مفارق:

وہ کلی عرضی ہے جس کا اپنے معروض سے جدا ہونا **ممکن** ہو۔ جیسے: حرکت آسمان کے لئے عرضِ مفارق ہے کیونکہ حرکت آسمان سے جدا ہوسکتی ہے۔

لازم کی تقسیمات

لازم کی بھی دو طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

١ ۔ ماہیت و وجود کے اعتبار سے۔

٢ ۔ دلیل کی طرف محتاج ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

ماہیت و وجود کے اعتبار سے لازم کی تقسیم

اس اعتبار سے لازم کی تین قسمیں ہیں:

١ ۔ لازم ماہیت ٢ ۔ لازم وجود خارجی ٣ ۔ لازم وجود ذہنی

١ ۔ لازم ماہیت کی تعریف:

وہ لازم ہے جسکا معروض سے جدا ہونا معروض کی ماہیت کی وجہ سے (قطع نظر وجودِ ذہنی و خارجی کے) ممتنع ہو جیسے: زوجیت اربعہ کیلئے۔

وضاحت:

زوجیت اربعہ کیلئے لازم ماہیت اس لئے ہے کہ اربعہ کی ماہیت یہ چاہتی ہے کہ جفت ہونا اس سے جدا نہ ہو خواہ اربعہ خارج میں پایا جائے یا ذہن میں ہر صورت میں اسے زوجیت لازم ہے۔

۲۔ لازم وجود خارجی:

وہ لازم ہے جو معروض کو لازم ہو اس کے خارج میں پائے جانے کے وقت۔ جیسے: جلانا آگ کیلئے۔

وضاحت:

جلانا آگ کے لیے لازم وجود خارجی ہے۔ کیونکہ ''جلانا'' آگ کو اس کے خارج میں پائے جانے کے وقت لازم ہے نہ کہ ذہن میں پائے جانے کے وقت۔

۳۔ لازم وجود ذهنی:

وہ لازم ہے جو معروض کو ذہن میں پائے جانے کے وقت لازم ہو۔ جیسے: کلی ہونا انسان کیلئے۔

وضاحت:

کلی ہونا انسان کو ذہن کے اعتبار سے لازم ہے۔ کیونکہ کلی یا جزئی ہونا عقلی باتیں ہیں جن کا خارج میں وجود نہیں۔

دلیل کی طرف محتاج ہونے یانہ ہونے کے اعتبارسے لازم کی تقسیم

اس اعتبار سے لازم کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ لازم بیّن ۲۔ لازم غیر بیّن

۱۔ لازم بیّن:

وہ لازم ہے جس کے لزوم پر دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: آگ کیلئے جلانا۔

۲۔ لازم غیر بیّن:

وہ لازم ہے جسکے لزوم پر دلیل کی ضرورت ہو۔ جیسے: عالَم کیلئے حادث ہونا۔

لازم بین کی اقسام

اسکی دو قسمیں ہیں: ۱۔ لازم بین بالمعنی الاخص ۲۔ لازم بین بالمعنی الاعم

۱۔ لازم بین بالمعنی الاخص:

وہ لازم ہے جس کا تصور ملزوم کے تصور کے لئے لازم ہو کہ جیسے ہی ملزوم کا تصور کریں تو لازم کا تصور بھی اس کے ساتھ آجائے۔ جیسے: بصر اعمی کیلئے۔

وضاحت:

بصر اور اعمی کے درمیان ایسا گہرا تعلق ہے کہ ہم جب بھی اعمی (اندھا) کا تصور کرتے ہیں تو بصر کا تصور بھی ذہن میں آجاتا ہے، کیونکہ اعمی وہ ہے جو عدم البصر ہو، اور عدم البصر کا تصور کرنے سے بصر کا تصور ہو جاتا ہے۔

۲۔ لازم بین بالمعنی الاعم:

وہ ہے کہ لازم اور ملزوم اور ان کے مابین نسبت کے تصور کرتے ہی لزوم کا یقین حاصل ہو جائے۔ جیسے: زوجیت اربعہ کیلئے۔

وضاحت:

یعنی لازم و ملزوم کے درمیان اتنا گہرا تعلق تو نہ ہو کہ جب ملزوم کا تصور کیا جائے تو لازم کا تصور بھی ذہن میں آجائے تاہم اتنا تعلق ضرور ہو کہ جب لازم و ملزوم دونوں کا اور ان دونوں کے درمیان جو نسبت ہے اس کا تصور کیا جائے تو ان کے درمیان لزوم کا یقین حاصل ہو جائے۔

لازم غیر بین کی اقسام

۱۔ لازم غیر بین بالمعنی الاخص:

وہ لازم ہے جس کا تصور، ملزوم کے تصور سے حاصل نہ ہو بلکہ دلیل کی بھی ضرورت پڑے۔ جیسے: کتابت بالقوہ انسان کیلئے۔

وضاحت:

یعنی تصور ملزوم (انسان) سے تصور لازم (کتابت بالقوہ) حاصل نہیں ہوتا بلکہ ہمیں دلیل سے یہ بات ثابت کرنا پڑتی ہے کہ انسان کاتب بالقوہ ہے۔

۲۔ لازم غیر بین بالمعنی الاعم:

وہ لازم ہے جس کے لزوم کا یقین تصورِ ملزوم اور تصورِ نسبت سے حاصل نہ ہو بلکہ دلیل کی بھی ضرورت پڑے۔ جیسے: حدوث، عالم کیلئے۔

وضاحت:

حدوث، عالم کیلئے ''لازم غیر بین بالمعنی الاعم'' اس لئے ہے کہ جب ان دونوں کا اوران کے درمیان جو نسبت ہے اس کا تصور کیا جائے تو پھر بھی ان کے درمیان لزوم کا یقین ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس طرح دلیل دینے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ **اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ وَ کُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ فَالْعَالَمُ حَادِثٌ.**

عرض مفارق کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔قابلِ زوال ۲۔نا قابلِ زوال

۱۔قابل زوال:

وہ عرض ہے جو معروض سے جدا ہو جاتا ہو۔ جیسے: غصہ کی سرخی۔

وضاحت۔ ''چہرہ'' معروض اور ''غصہ کی سرخی'' عرض ہے۔ جو انسان کے ***"Normal"*** ہوتے ہی چلی جاتی ہے۔

۲۔ناقابل زوال:

وہ عرض ہے جو معروض سے جدا نہ ہوتا ہو۔ جیسے: حرکتِ شمس۔

وضاحت۔ ''فلک'' معروض اور ''حرکت'' عرض ہے۔ جو آسمان سے جدا نہیں ہوتی۔

قابل زوال کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں:

۱. سَرِیْعُ الزَّوَال ۲. بَطِیْءُ الزَّوَال

۱۔سریع الزوال:

وہ عرض ہے جو اپنے معروض سے جلدی جدا ہو جاتا ہو جیسے: غصہ کی سرخی۔

۲۔ بطیئی الزوال:

وہ عرض ہے جو اپنے معروض سے جلدی جدا نہ ہو۔ جیسے: جوانی کہ یہ انسان سے جلدی جدا نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر 1: ۔خاصہ اور عرض عام کی تعریف کریں۔

سوال نمبر2: ۔خاصہ شاملہ اور غیر شاملہ کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر3: ۔عرض لازم وعرض مفارق کی تعریف کریں اور مثالیں بھی دیں۔

سوال نمبر4: ۔ماہیت ووجود کے اعتبار سے لازم کی تقسیم بیان کریں۔

سوال نمبر5: ۔دلیل کی طرف محتاج ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے لازم کی تقسیم تحریر کریں۔

سوال نمبر 6: ۔قابل زوال ہونے اور نا قابل زوال ہونے کے لحاظ سے عرض مفارق کی کتنی اقسام ہیں؟

❖……❖……❖……❖

سبق نمبر: 26

……معرِّف کا بیان……

منطق کا موضوع ''معلومات تصوریہ'' اور'' معلو مات تصدیقیہ'' ہیں معلومات تصدیقیہ کو حجت کہتے ہیں جس کا بیان آگے آئے گا یہاں پر معلومات تصوریہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ معلومات تصوریہ کوقولِ شارح اور معرِّف بھی کہتے ہیں۔ ان معلومات تصوریہ سے جو مجہولِ تصوری حاصل ہو اسے معرَّف کہتے ہیں جیسے حیوانِ ناطق سے انسان کا علم حاصل ہوتا ہے۔ لہذا حیوانِ ناطق معرِّف اور انسان معرَّف ہے۔

معرِف کی تعریف:

''مُعَرِّفُ الشَّیْءِ مَایُحمَلُ عَلَیْہِ لِاِفَادَۃِ تَصَوُّرِہٖ''یعنی کسی شئے کا معرف وہ مفہوم ہوتا ہے جو اس شے پر محمول ہو، تاکہ اس شئے کے تصور کا فائدہ دے۔ مثلا حیوانِ ناطق، انسان کے لئے۔

وضاحت:

اس مثال میں انسان''معرَف یا شئے'' اورحیوانِ ناطق''معرِف'' ہے۔ اس معرِف یعنی حیوان ناطق کوانسان پر اس لئے محمول کیا گیا تاکہ انسان کی حقیقت معلوم ہوجائے۔

معرِف کی شرائط :

معرِف کے صحیح ہونے کیلئے دوشرائط ہیں:

۱۔ معرِف اورمعرَف میں تساوی کی نسبت ہو۔

۲۔ معرِف بنسبت معرَف کے زیادہ ظاہر ہو ورنہ تعریف کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔

معرِف کی اقسام:

معرف کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ حدِّ تام　　۲۔ حد ناقص　　۳۔ رسمِ تام　　٤۔ رسم ناقص

۱۔ حدتام:

''فَالتَّعْرِیْفُ اِنْ کَانَ بِالْجِنْسِ الْقَرِیْبِ وَالْفَصْلِ الْقَرِیْبِ یُسَمّٰی حَدًّا تَامًّا'' اگر تعریف جنسِ قریب اور فصلِ قریب سے ہو تو اسے حدتام کہتے ہیں۔ جیسے حیوانِ ناطق، انسان کیلئے حدتام ہے کیونکہ حیوان انسان کیلئے جنس قریب اور ناطق انسان کیلئے فصل قریب ہے۔

۲۔ حد ناقص:

''اِنْ کَانَ بِالْجِنْسِ الْبَعِیْدِ وَالْفَصْلِ الْقَرِیْبِ أَوْبِهٖ وَحْدَهٗ یُسَمّٰی حَدًّا نَاقِصًا'' اگر تعریف جنسِ بعید اور فصلِ قریب سے ہو یا صرف فصلِ قریب سے ہو تو اسے حدِّ ناقص کہتے ہیں۔ جیسے: جسمِ ناطق یا صرف ناطق کے ذریعے انسان کی تعریف کرنا حدِّ ناقص ہے کیونکہ جسم انسان کیلئے جنسِ بعید اور ناطق انسان کیلئے فصلِ قریب ہے۔

۳۔ رسم تام:

''اِنْ کَانَ بِالْجِنْسِ الْقَرِیْبِ وَالْخَاصَّةِ یُسَمّٰی رَسْمًا تَامًّا'' اگر تعریف جنسِ قریب اور خاصہ سے ہو تو اسے رسمِ تام کہتے ہیں۔ جیسے حیوانِ ضاحک کے ذریعے انسان کی تعریف کرنا انسان کیلئے رسمِ تام ہے کیونکہ حیوان انسان کیلئے جنسِ قریب اور

ضاحک انسان کا خاصہ ہے۔

٤۔ رسم ناقص:

اِنْ كَانَ بِالْجِنْسِ الْبَعِيْدِ وَالْخَاصَّةِ أَوْ بِالْخَاصَّةِ وَحْدَهَا يُسَمّٰى رَسْمًا نَاقِصًا. اگر تعریف جنسِ بعید اور خاصہ سے ہو یا صرف خاصہ سے ہو تو اسے رسمِ ناقص کہتے ہیں جیسے: جسمِ ضاحک یا صرف ضاحک کے ذریعے انسان کی تعریف کرنا رسمِ ناقص ہے کیونکہ جسم انسان کیلئے جنسِ بعید اور ضاحک انسان کا خاصہ ہے۔

فائدہ:

تعریف کی دو قسمیں ہیں تعریفِ حقیقی اور تعریفِ لفظی، جس تعریف کا بیان ہوا وہ حقیقی ہے اور غیر مشہور لفظ کی مشہور لفظ سے تعریف کرنے کو تعریفِ لفظی کہتے ہیں جیسے غضنفر کی تعریف اسد سے کرنا۔

☆☆☆☆☆

۞......''ایُّ شیء'' اور ''ماھو'' میں فرق......۞

واضح ہو کہ ان دونوں میں دو طرح کا فرق ہے:

......اگر ماہیت مختصہ یا ماہیت مشترکہ دریافت کرنی ہو تو ماہو کے ذریعے سوال کیا جاتا ہے۔

......اسی طرح اگر ممیِّز دریافت کرنا ہو تو سوال میں ای شیء کو لایا جاتا ہے۔

سبق نمبر: 27

……''مَاھُوَ''اور''أَیٌّ''کا بیان……

''ماھو'' اور''أی''کی اصطلاح علم منطق میں کسی شے کے بارے میں سوال کرنے کیلئے استعمال کی جاتی ہے اوران دونوں کے استعمال میں فرق ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ماھو کا استعمال:

ماھوکے ذریعے کسی شے کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔

ماھو کا جواب:

ماھوکے جواب میں تین چیزیں واقع ہوسکتی ہیں۔

۱۔حدتام ۲۔نوع ۳۔جنس

۱۔ حد تام:

جب سائل صرف ایک ہی کلی کے بارے میں سوال کرے جیسے **اَلْاِنْسَانُ مَاھُو؟** تو اس کے جواب میں حیوان ناطق کہا جائے گا۔جوکہ انسان کے لئے حدتام (یعنی انسان کی مکمل تعریف) ہے۔

وضاحت:

کیونکہ اس سوال سے سائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ سوال میں ذکر کردہ کلی کی حقیقت کو وضاحت کے ساتھ جانے اوراس کا یہ مقصد اسی صورت میں پورا ہوسکتا ہے جب ہم اسے حدتام کے ساتھ جواب دیں۔

۲۔نوع:

یہ دومقامات پر جواب میں واقع ہوتا ہے۔

۱۔جب سائل ایک امر شخصی (جزئی) کے بارے میں سوال کرے۔جیسے زَیْدٌ مَاھُوَ؟ کے جواب میں ھُوَ اِنْسَانٌ۔

وضاحت:

کیونکہ یہاں سائل کا مقصد جزئی کی ماہیتِ مختصہ کو جاننا ہے اور یہ مقصد نوع کے ذریعے ہی پورا کیا جاسکتا ہے۔لہذا جواب میں نوع واقع ہوگا۔

۲۔ جب سائل ایک ہی حقیقت کے چند افراد کے بارے میں سوال کرے۔جیسے زَیْدٌ وَبَکْرٌ وَ عُمَرُ مَاھُمْ؟ کے جواب میں ھُمْ اِنْسَانٌ۔

وضاحت:

کیونکہ ایسے سوال میں سائل کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ سوال میں مذکور افراد کی ماہیت کو جانے جو کہ تمام افراد میں متفق اور متحد ہو اور سائل کے اس مقصد کو صرف نوع کے ذریعے ہی پورا کیا جاسکتا ہے۔

۳۔جنس:

اگر سائل چند مختلف الحقائق اشیاء کے متعلق سوال کرے۔جیسے أَلاِنْسَانُ وَالْبَقَرُ وَالْفَرَسُ مَا ھِیَ؟ کے جواب میں حیوان۔

وضاحت:

کیونکہ اس وقت سائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مجھے کوئی ایسی حقیقت بتاؤ جو تمامِ

مشترک ہو اور تمامِ مشترک صرف جنس ہی ہوتی ہے اس لئے جواب میں جنس واقع ہوگی۔

فائدہ:

تمام مشترک اس جز مشترک کو کہتے ہیں جو چند حقیقتوں کے تمام اجزاء مشترکہ کو گھیرے ہوئے ہو۔ جیسے حیوان۔ یہ انسان، فرس، غنم اور حمار وغیرہ کے تمام اجزاء مشترک (جوہر، جسم نامی، حساس، متحرک بالارادہ) کو گھیرے ہوئے ہے۔

أَیٌّ کا استعمال:

کسی شے کو اس کے غیر سے ممتاز کرنے کیلئے أَیٌّ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

أَیٌّ کا جواب:

أَیٌّ کے جواب میں دو چیزیں واقع ہوسکتی ہیں۔ ۱۔ فصل ۲۔ خاصہ

۱۔ فصل:

جب سائل سوال میں أَیُّ شَیٍٔ کے ساتھ فی ذاتہ کا اضافہ کرے جیسے أَلْاِنْسَانُ أَیُّ شَیْءٍ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ؟ تو اس کے جواب میں ناطق بولیں گے۔

وضاحت:

کیونکہ ایسے سوال سے سائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسے کوئی ایسا حقیقت کا جز بتایا جائے جو تمام مشترک نہ ہو۔ اور انسان کو اس کے تمام غیروں سے جدا کردے۔ اور ایسا جزء صرف فصل ہی ہوسکتا ہے۔

۲۔ خاصہ:

جب سائل سوال میں ای شی کے ساتھ فی عرضہ کا اضافہ کرے۔ جیسے أَلْاِنْسَانُ

أَیُّ شَیْءٍ فِیْ عَرْضِہٖ؟ کے جواب میں ضاحک یا کاتب۔

وضاحت:

ایسے سوال میں سائل کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ مجھے کوئی ایسی شی بتاؤ جو انسان کی حقیقت سے تو خارج ہو لیکن اس کو تمام غیروں سے ممتاز کر دے۔ ایسی شی صرف خاصہ ہی ہو سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر 1: ۔معرِّف کی تعریف، شرائط اور اقسام تفصیلا بیان کریں۔

سوال نمبر 2: ۔''ما ھو'' کی اصطلاح سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ ''ما ھو'' کا جواب کتنی اشیاء کے ذریعے دیا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر 3: ۔درج ذیل سے معرف کی اقسام پہچانیں۔

جسم ناہق۔ حمار کے لئے۔ جسم ضاحک۔ انسان کے لئے۔ حساس۔ حیوان کے لئے۔ حیوان ناطق۔ انسان کے لئے۔ حیوان صاہل۔ فرس کے لئے

سوال نمبر 4: ۔''ایّ'' کے جواب کی وضاحت بیان کریں۔

◆ …… ◆ …… ◆ …… ◆

سبق نمبر: 28

......قضیہ اور اسکی اقسام......

قضیہ: قضیہ کی تعریف دو طرح سے کی جاتی ہے۔

۱۔ ''هُوَ قَوْلٌ يَحْتَمِلُ الصِّدْقَ وَالْكِذْبَ'' قضیہ ایک ایسا قول ہے جو صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہے۔

۲۔ ''هُوَ قَوْلٌ يُقَالُ لِقَائِلِهٖ اِنَّهٗ صَادِقٌ فِيْهِ اَوْ كَاذِبٌ'' قضیہ ایک ایسا قول ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔ جیسے زَيْدٌ جَالِسٌ.

فائدہ:

صدق کا معنی ہے: مُطَابَقَةُ النِّسْبَةِ لِلْوَاقِعِ یعنی کلام کی نسبت کا واقع کے مطابق ہونا جیسے: زَيْدٌ نَائِمٌ اِس قضیہ میں زید اور نائم میں نسبتِ ایجابی ہے لہذا اگر واقع میں بھی زید سو رہا ہے تو یہ نسبتِ کلامی واقع کے مطابق ہے اور اسی مطابقت کا نام صدق ہے۔ کذب کا معنی ہے عَدَمُ مُطَابَقَةِ النِّسْبَةِ لِلْوَاقِعِ کلام کی نسبت کا واقع کے مطابق نہ ہونا جیسے: مثالِ مذکور کہ اگر واقع یعنی خارج میں زید گھر میں سو نہیں رہا تو زید نائم فی البیت کلامِ کاذب ہے کیونکہ اس صورت میں کلام کی نسبت واقع کے مطابق نہیں ہے۔

نوٹ:

اہلِ منطق کی اصطلاح میں ''قول'' مرکب کلام کو کہتے ہیں اس لئے تعریف میں جو

''قول'' کا لفظ آیا ہے اس سے مراد کلام ہے۔

قضیہ کی اقسام:

قضیہ کی دو قسمیں ہیں: ١۔ قضیہ حملیہ ٢۔ قضیہ شرطیہ

١۔ قضیہ حملیہ:

قضیہ حملیہ کی دو طرح سے تعریف کی جاتی ہے:

١۔ ''هِيَ مَا حُكِمَ فِيْهَا بِثُبُوْتِ شَيٍ لِشَيٍ أَوْ نَفْيِهٖ عَنْهُ'' قضیہ حملیہ وہ قضیہ ہے جس میں ایک شے کا ثبوت دوسری شے کیلئے یا ایک شے کی نفی دوسری شی سے کی جاتی ہے۔ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ زید کھڑا ہے اور زَيْدٌ لَيْسَ بِقَائِمٍ زید کھڑا نہیں ہے۔

٢۔ ''هِيَ مَا يَنْحَلُّ اِلٰى مُفْرَدَيْنِ أَوْ اِلٰى مُفْرَدٍ وَقَضِيَّةٍ'' یعنی وہ قضیہ جو دو مفردوں یا ایک مفرد اور قضیہ کی طرف کھلے (تقسیم ہو) جیسے اَلْحِمَارُ حَيَوَانٌ، زَيْدٌ أَبُوْهُ قَائِمٌ.

قضیہ شرطیہ:

قضیہ شرطیہ کی بھی دو طرح سے تعریف کی جاتی ہے۔

١۔ ''هِيَ لَمْ يَكُنِ الْحُكْمُ فِيْهَا بِثُبُوْتِ شَيٍ لِشَيٍ أَوْنَفْيِهٖ عَنْهُ'' وہ قضیہ جس میں ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے ثابت کرنے یا ایک چیز سے دوسری چیز کی نفی کرنے کا حکم نہ پایا جائے۔

٢۔ ''هُوَ مَايَنْحَلُّ اِلٰى قَضِيَّتَيْنِ'' وہ قضیہ جو دو قضیوں کی طرف کھلے (تقسیم) ہو۔ جیسے اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ اگر سورج موجود ہوگا تو دن موجود

ہوگا۔ یہ قضیہ دو قضیوں كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً اور اَلنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ کی طرف تقسیم ہو رہا ہے۔

قضیہ حملیہ اور شرطیہ کے اجزاء

قضیہ حملیہ کے اجزاء:

قضیہ حملیہ کے تین اجزاء ہیں: ١۔ موضوع ٢۔ محمول ٣۔ رابطہ

موضوع:

محکوم علیہ کو موضوع کہتے ہیں۔

محمول:

محکوم بہ کو محمول کہتے ہیں۔

رابطہ:

وہ لفظ جو نسبت پر دلالت کرے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

وضاحت:

زَيْدٌ هُوَ قَائِمٌ اس مثال میں زید موضوع (محکوم علیہ) قائم محمول (محکوم بہ) اور هُوَ رابطہ ہے۔

فائدہ:

قضیہ حملیہ میں رابطہ مذکور ہونے کی صورت میں اسے قضیہ ثُلاثِيَّہ اور محذوف ہونے کی صورت میں قضیہ ثُنَائِيَّہ کہتے ہیں. پہلے کی مثال زَيْدٌ هُوَ قَائِمٌ اور دوسرے کی مثال زَيْدٌ قَائِمٌ.

قضیه شرطیه کے اجزاء:

اس کے تین اجزاء ہیں۔

۱۔ مُقَدَّمُ ۲. تَالِیُ ۳۔رابطہ

مقدم:

قضیہ شرطیہ کے پہلے جز کو مقدم کہتے ہیں۔

تالی:

قضیہ شرطیہ کے دوسرے جز کو تالی کہتے ہیں۔

رابطه:

مقدم اور تالی کے درمیان جو حکم ہوتا ہے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔ جیسے اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ اس مثال میں کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً مقدم اور اَلنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ تالی ہے اور ان دونوں کے درمیان جو حکم ہے وہ رابطہ ہے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔ قضیہ اور اسکی اقسام کی تعریفات تحریر کریں۔

سوال نمبر2: ۔ قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ کے اجزاء وضاحت سے بیان کریں۔

سوال نمبر3: ۔ قضیه ثُلاثِیَّه اور قضیه ثُنائِیَّه میں فرق بیان کریں۔

❋……❋……❋……❋

سبق نمبر: 29

......قضیہ حملیہ کی تقسیمات......

قضیہ حملیہ کی مختلف اعتبارات کی بناء پر چھ طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

١۔ رابطہ کے مذکور ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

٢۔ ایجاب وسلب کے اعتبار سے۔

٣۔ حرف سلب کے موضوع ومحمول کا جز بننے یا نہ بننے کے اعتبار سے۔

٤۔ موضوع کے کلی یا جزئی ہونے کے اعتبار سے۔

٥۔ وجود موضوع کے اعتبار سے۔

٦۔ جہت کے مذکور ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

رابطہ کے مذکور ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

اس اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں:

١۔ ثُنائیہ ٢۔ ثُلاثیہ

١۔ ثنائیہ:

وہ قضیہ حملیہ جس میں رابطہ محذوف ہو جیسے زَیْدٌ قَائِم.

٢۔ ثلاثیہ:

وہ قضیہ حملیہ جس میں رابطہ مذکور ہو جیسے زَیْدٌ ھُوَ قَائِم.

ایجاب وسلب کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

اس اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔موجبہ ۲۔سالبہ

۱۔موجبہ:

قضیہ حملیہ میں اگر کسی شے کے ثبوت کا حکم ہوتو اسے قضیہ حملیہ موجبہ کہتے ہیں۔ جیسے: اَلاِنْسَانُ حَیَوَانٌ.

۲۔ سالبہ:

قضیہ حملیہ میں اگر کسی شے کی نفی کا حکم ہوتواسے قضیہ حملیہ سالبہ کہتے ہیں۔ جیسے أَلاِنْسَانُ لَیْسَ بِفَرَسٍ.

حمل کابیان

تعریف:

دو ایسی چیزیں جو مفہوم کے اعتبار سے متغائر ہوں ان کو وجود کے اعتبار سے ایک کردینے کا نام حمل ہے۔ جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ میں زید کا مفہوم اور ہے اور کاتب کا مفہوم اور، مگر ان کو وجود کے اعتبار سے ایک کردیا گیا ہے یعنی جو زید ہے وہی کاتب ہے اور جو کاتب ہے وہی زید ہے۔

حمل کی اقسام:

حمل کی دو قسمیں ہیں:

۱. حمل بِالْاِشْتِقَاقْ ۲. حمل بِالْمُوَاطَاۃ

۱۔ حمل بالاشتقاق:

وہ حمل جو ''فی''، ''ذو'' یا ''لام'' کے واسطے سے ہو جیسے زَیْدٌ فِی الدَّارِ، اَلْمَالُ لِزَیْدٍ، خَالِدٌ ذُوْمَالٍ اسے حمل بالاشتقاق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جہاں ان حروف کے ذریعے حمل ہوتا ہے وہاں کوئی مشتق محذوف ہوتا ہے۔

۲۔ حمل بالمواطاۃ:

وہ حمل جو بلا واسطہ ہو جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ.

☆☆☆☆☆

……غرض، غایت اور فائدہ میں فرق……

☆ ……جب آدمی کوئی کام کرتا ہے تو اس پر اس کا اثر مرتب ہوتا ہے اگر اس اثر کو ثمرہ ونتیجہ سے تعبیر کیا جائے تو اس کا نام فائدہ ہے۔

☆ ……اگر اس اثر کو فعل کی نہایت سے تعبیر کرتے ہیں تو اس کا نام غایت ہے۔

☆ ……اور جب تک وہ فائدہ حاصل نہ ہو تو غرض ہے۔

☆ ……اور جب وہ فائدہ حاصل ہو جائے تو غایت ہے۔

سبق نمبر: 30

حرف سلب کے موضوع ومحمول کا جز بننے یا نہ بننے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

اصل کے اعتبار سے حرف سلب نسبت ایجابی کی نفی کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی حرف سلب اپنے اصلی معنی سے عدول کر کے موضوع یا محمول یا دونوں کا جز بن جاتا ہے اور پورے قضیہ کی نفی نہیں کرتا، حرف سلب کے قضیہ کا جز بننے یا نہ بننے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ قضیہ حملیہ معدولہ　　　۲۔ قضیہ حملیہ غیر معدولہ

۱۔ قضیہ حملیہ معدولہ:

وہ قضیہ حملیہ جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جز بن رہا ہو۔ اگر حرف سلب موضوع کا جز بن رہا ہو تو اسے قضیۃ معدولۃ الموضوع کہیں گے۔ (جیسے اَلَّاحَیُّ جَمَادٌ (لاحی جماد ہے)۔ اگر حرف سلب محمول کا جز بن رہا ہو تو اسے قضیۃ معدولۃ المحمول کہیں گے جیسے زَیۡدٌ لاعَالِمٌ (زید لا عالم ہے) اور اگر حرف سلب موضوع ومحمول دونوں کا جز بن رہا ہو تو اس قضیہ کو معدولۃ الطرفین کہیں گے۔ جیسے اَللَّاحَیُّ لاعَالِمٌ (لاحی

لاعالم ہے)، مذکورہ بالا امثلہ قضایا موجبہ کی تھیں اب سالبہ کی مندرجہ ذیل ہیں:

اللاحی لیس بعالم، العالم لیس بلاحی، اللاحی لیس بلا جماد.

۲۔ قضیہ حملیہ غیر معدولہ:

وہ قضیہ حملیہ جس میں حرف سلب طرفین (موضوع، محمول) میں سے کسی کا بھی جز نہ بنے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ، زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ. اگر قضیہ موجبہ میں حرف سلب طرفین میں سے کسی کا جز نہ بنے تو اس قضیہ کو **محصلہ** کہتے ہیں جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور اگر قضیہ سالبہ میں جز نہ بنے تو اس کو **بسیطہ** کہتے ہیں۔ جیسے: زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِم.

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر 1: ۔حرف سلب کے موضوع یا محمول کا جز بننے یا نہ بننے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔معدولۃ الموضوع اور معدولۃ الطرفین کسے کہتے ہیں؟

❋……❋……❋……❋

سبق نمبر: 31

موضوع کے کلی یا جزئی ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

اس اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔قضیہ شخصیہ   ۲۔قضیہ طبعیہ   ۳۔قضیہ محصورہ   ٤۔قضیہ مہملہ

۱۔ قضیه شخصیه:

وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع جزئی حقیقی یعنی شخص معین ہو جیسے حضور سیدِ عالم، نورِ مجسم شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں اور جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اس کو قضیہ مخصوصہ بھی کہتے ہیں۔

تنبیه:

جس قضیہ میں موضوع کی جگہ اللہ تعالی کا مقدس نام ذکر کیا جائے اسے قضیہ شخصیہ ہرگز نہیں کہنا چاہئے بلکہ اسے قضیہ مقدسہ کہا جائے جیسے: اَللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ رَبُّنا، الرَّحمنُ عَلَّمَ القُرْاٰنَ.

۲۔قضیه طبعیه:

وہ قضیہ حملیہ جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم موضوع کی نفسِ حقیقت پر لگایا گیا ہو، جیسے: أَلاِنْسَانُ نَوْعٌ. اس مثال میں نوع ہونے کا حکم انسان کے افراد زید، بکر وغیرہ پر نہیں بلکہ نفسِ حقیقت پر ہے۔

۳۔ قضیه مهمله:

وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم موضوع کے افراد پر لگایا گیا ہو

لیکن افراد کی کمیت یعنی کلیت و جزئیت بیان نہ کی گئی ہو۔ جیسے أَلاِنْسَانُ کَاتِبٌ.

٤۔ قضیہ محصورہ:

وہ قضیہ حملیہ ہے جسکا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم موضوع کے افراد پر لگایا گیا ہو۔ اور افراد کی کمیت بھی بیان کر دی گئی ہو۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ، بَعْضُ حَیَوَانٍ اِنْسَانٌ.

قضیہ محصورہ کی اقسام:

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں۔

١۔ موجبہ کلیہ ٢۔ موجبہ جزئیہ ٣۔ سالبہ کلیہ ٤۔ سالبہ جزئیہ

١۔ موجبہ کلیہ:

وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کا حکم موضوع کے تمام افراد کیلئے ثابت ہو۔ جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ.

٢۔ موجبہ جزئیہ:

وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کا حکم موضوع کے بعض افراد کیلئے ثابت ہو۔ جیسے: بَعْضُ الْحَیَوَانِ اِنْسَانٌ.

٣۔ سالبہ کلیہ:

وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کے حکم کی، موضوع کے ہر ہر فرد سے نفی کی گئی ہو۔ جیسے: لَاشَیْءَ مِنَ الاِنْسَانِ بِحِمَارٍ.

٤۔ سالبہ جزئیہ:

وہ قضیہ محصورہ جس میں محمول کے حکم کی، موضوع کے بعض افراد سے نفی کی گئی ہو۔ جیسے: بَعْضُ الْحَیَوَانِ لَیْسَ بِحِمَارٍ۔

سُوْر کا بیان:

وہ لفظ جس کے ذریعے افراد کی مقدار یعنی کلیت وجزئیت کو بیان کیا جائے اس کو سور کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ:

یہ سور البلد (شہر کی فصیل) سے ماخوذ ہے، جس طرح شہر کی فصیل شہر کو احاطہ میں لئے ہوتی ہے اسی طرح یہ لفظ بھی موضوع کے افراد کو احاطہ میں لئے ہوئے ہوتا ہے۔

محصورات اربعہ کے سور:

☆......موجبہ کلیہ کا سور ''کل'' اور ''لام استغراق'' ہے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ. اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ.

☆......موجبہ جزئیہ کا سور ''بعض'' اور ''واحد'' ہے بَعْضُ الْحَیَوَان اِنْسَانٌ. وَاحِدٌ مِنَ الْجِسْمِ جمَادٌ.

☆......سالبہ کلیہ کا سور ''لاشی'' ''لا واحد'' اور ''نکرہ کا نفی کے تحت آنا ہے''۔ مثلا لَاشَیَ مِنَ الاِنْسَانِ بِحَجَرٍ. وَلاَ وَاحِدَ مِنَ النَّارِ بِبَارِدٍ. مَا مِنْ مَاءٍ اِلَّا وَهُوَ رَطْبٌ.

☆......سالبہ جزئیہ کا سور ''لیس بعض'' ''بعض لیس'' ہے۔ جیسے لَیْسَ بَعْضُ الْحَیَوَان بِحِمَارٍ. بَعْضُ الْفَوَاکِہِ لَیْسَ بِحُلْوٍّ.

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر 1:۔ موضوع کے کلی اور جزئی ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام قلمبند کریں۔

سوال نمبر2:۔ ''سور'' کی وضاحت کرتے ہوئے محصورات اربعہ کے سور تحریر کریں۔

◆……◆……◆……◆

سبق نمبر: 32

وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

اس اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تین قسمیں ہیں۔

١۔ قضیہ حملیہ خارجیہ ٢۔ قضیہ حملیہ ذہنیہ ٣۔ قضیہ حملیہ حقیقیہ

١۔قضیه حملیه خارجیه:

وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں موضوع پر خارج میں موجود ہونے کے اعتبار سے حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ.

وضاحت:

اس مثال میں زید (موضوع) پر کاتب کا حکم زید کے خارج میں ہونے کے اعتبار سے لگایا گیا ہے۔

٢۔ قضیه حملیه ذهنیه:

وہ قضیہ حملیہ جس میں موضوع پر ذہن میں ہونے کے اعتبار سے حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے أَلاِنْسَانُ کُلِّیٌّ.

وضاحت:

اس مثال میں الانسان (موضوع) پر کلی کا حکم ذہن میں موجود ہونے کے اعتبار سے لگایا گیا ہے۔

۳۔قضیہ حملیہ حقیقیہ:

وہ قضیہ حملیہ جس میں موضوع پر خارج وذہن سے قطع نظر فقط نفس الامر (۱) میں واقع ہونے کے اعتبار سے حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے أَلْاَرْبَعَةُ زَوْجٌ (چار جفت ہے) اس مثال میں أَلْاَرْبَعَةُ (موضوع) پر فقط اس اعتبار سے زوجیت کا حکم لگایا گیا ہے کہ وہ نفس الامر میں واقع ہے۔

فائدہ:

اہل منطق کے نزدیک جہان کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ جہان خارجی ۲۔ جہان ذہنی ۳۔ جہان نفس الامری

۱۔جہان خارجی:

جس جہان میں ہم سب یعنی چاند، تارے اور سورج وغیرہ موجود ہیں یہ جہان خارجی ہے۔

۲۔ جہان ذہنی:

وہ جہان جو فقط ہمارے ذہنوں میں موجود ہو جیسے کلی، جنس، نوع، وغیرہ ہونا یہ تمام چیزیں ہمارے ذہنوں میں ہیں خارج میں نہیں۔

۳۔ جہان نفس الامری:

وہ جہان جس میں کسی چیز کے وجود پر اس کے ذہنی اور خارجی ہونے سے قطع نظر کر کے حکم لگایا گیا ہو، جیسے چار جفت ہے تین چھ کا آدھا ہے وغیرہ۔

☆☆☆☆☆

---

① ......نفس الامر: امر بمعنی شے ہے لہذا نفس الامر کا معنی نفسِ شے ہوا۔ نفسِ شے کہتے ہیں شے کا بالذات بلا فرضِ فارض، بلا اعتبارِ معتبر اور بلا حکایتِ حاکی پایا جانا۔ مثلاً قمر بالذات پایا جاتا ہے خواہ اس کا کوئی اعتبار کرے یا نہ کرے، خواہ کوئی اس کو فرض کرے یا نہ کرے اور خواہ کوئی اس کی حکایت کرے یا نہ کرے۔

مشق

سوال نمبر1:۔ حمل کی تعریف واقسام تفصیلاً تحریر کریں۔

سوال نمبر2:۔ حرف سلب کے موضوع یا محمول کا جز بننے یا نہ بننے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام بیان کریں۔

سوال نمبر3:۔ وجود موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کے اقسام تحریر کریں۔

سوال نمبر4:۔ اہل منطق کے نزدیک جہان کی کتنی قسمیں ہیں؟

◆……◆……◆……◆

◆……**فرمان مصطفی** صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم……◆

☆……سید المبلغین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ’’زمین میں سب سے پہلے بیت اللہ شریف کا ٹکڑا رکھا گیا، پھر اس سے دوسری زمین پھیلا دی گئی اور سطح زمین پر اللہ عزوجل نے سب سے پہلے جو پہاڑ رکھا وہ جبل ابی قبیس ہے پھر اس سے پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا۔‘‘

(’’جہنم میں لے جانے والے اعمال، جلد اول، ص ۶۴۹، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی‘‘)

سبق نمبر: 33

جہت مذکور ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے

قضیہ حملیہ کی تقسیم

جہت سے مراد ایسا لفظ ہے جو مادہ قضیہ پر دلالت کرے۔ جیسے: ضرورت، دوام، اطلاق اور امکان وغیرہ۔

اس اعتبار سے قضیہ حملیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱. مُوَجَّهَه ۲. مُطْلَقَه

۱۔ موجهه:

موجہہ وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں جہت (ضرورت، دوام، امکان وغیرہ) صراحتاً ذکر کر دی جائے۔ اس قضیہ کو رباعیہ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً: اَلانسانُ حیوانٌ بالضرورۃ.

۲۔ مُطْلَقَه:

وہ قضیہ حملیہ جس میں جہت صراحتاً ذکر نہ کی جائے۔ مثلاً: اَلانسانُ حیوانٌ.

موجهه کی اقسام:

قضیہ حملیہ موجہہ کی دو قسمیں ہیں: ۱. بَسِیُطَه ۲. مُرَکَّبَه

۱۔ بَسِیُطَه:

وہ قضیہ موجہہ جس میں حکم صرف ایجاب (یعنی اثبات) کا ہو یا صرف سلب کا۔ مثلاً: اَلانسانُ حیوانٌ بالضرورۃِ. یا اَلانسانُ لیس بحیوان بالضرورۃِ.

۲۔ مُرَکَّبَہ:

وہ قضیہ موجہہ جس میں ایجاب وسلب دونوں کا حکم ہو۔ مثلا: بالضرورۃِ کلُّ کاتبٍ متحرکُ الاصابعِ ما دام کاتبالا دائما.

بسیطہ کی اقسام

اس کی آٹھ قسمیں ہیں۔

۱۔ضروریہ مطلقہ ۲۔دائمہ مطلقہ ۳۔مشروطہ عامہ ٤۔عرفیہ عامہ

۵۔وقتیہ عامہ ٦۔منتشرہ مطلقہ ۷۔مطلقہ عامہ ۸۔ممکنہ عامہ

۱۔ ضروریہ مطلقہ:

وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے لئے ''ثبوت محمول کا حکم'' یا ''سلب محمول کا حکم'' ضروری ہو جب تک موضوع کی ذات موجود ہو۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ بِالضَّرُوْرَۃِ، أَلاِنْسَانُ لَیْسَ بِحَجَرٍ بِالضَّرُوْرَۃِ۔

۲۔ دائمہ مطلقہ:

وہ قضیہ موجہہ جس میں موضوع کیلئے ''محمول کے ثبوت کا حکم'' یا ''سلب کا حکم'' دائمی ہو جب تک ذاتِ موضوع موجود ہے۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ بِالدَّوَامِ ، لاَشَیْءَ مِنَ الاِنْسَانِ بِحَجَرٍ بِالدَّوَامِ.

۳۔مشروطہ عامہ:

وہ قضیہ موجہہ جس میں موضوع کیلئے ''محمول کے ثبوت کا حکم'' یا ''سلب کا حکم کیا گیا ہو'' ضروری طور پر جب تک ذات موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو۔ جیسے کُلُّ

كَـاتِـبٍ مُتَـحَـرِّكُ الْأَصَـابِـعِ بِـالـضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا، لَاشَی ءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ بِالضَّرُوْرَةِ مَادَامَ كَاتِبًا.

فائده:

جس لفظ کے ساتھ ذاتِ موضوع کوتعبیر کیا جائے اسے وصفِ موضوع اور وصفِ عنوانی کہا جاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں کاتب۔

٤۔ عرفیه عامه:

وہ قضیہ موجہہ جس میں موضوع کیلئے ''محمول کے ثبوت'' یا ''سلب کا حکم'' کیا گیا ہو دائمی طور پر جب تک موضوع وصف عنوانی کے ساتھ متصف ہو۔ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَـابِـعِ بِـالـدَّوَامِ مَادَامَ كَاتِبًا، لَاشَی مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ بِالدَّوَامِ مَادَامَ كَاتِبًا.

٥۔ وقتيه مطلقه:

وہ قضیہ موجہہ جس میں موضوع کیلئے ''محمول کے ثبوت کا حکم'' یا ''سلب کا حکم'' ضروری طور پر کسی معین وقت میں کیا گیا ہو۔ جیسے كُـلُّ قَـمَـرٍ مُـنْـخَسِفٌ بِـالضَّرُوْرَةِ وَقْـتَ حَيْـلُـوْلَةِ الْأَرْضِ بَيْـنَـهٗ وَبَيْـنَ الشَّمْسِ، لَاشَیْءَ مِنَ الْقَمَرِ بِمُنْخَسِفٍ بِالضَّرُوْرَةِ وَقْتَ التَّرْبِيْعِ.

فائده:

چاند گرہن اس وقت ہوتا ہے جب سورج اور چاند کے درمیان زمین آجاتی ہے اور وہ وقت جس میں سورج اور چاند کے درمیان زمین نہ آئے اس کو عربی میں وقت تربیع کہتے ہیں۔

٦۔ منتشرہ مطلقہ:

وہ قضیہ موجہہ جس میں موضوع کیلئے ''محمول کے ثبوت'' یا ''سلب کا حکم'' ضروری طور پر کسی غیر معین وقت میں کیا گیا ہو۔ جیسے کُلُّ حَیَوَانٍ مُتَنَفِّسٌ بِالضَّرُوْرَۃِ وَقْتًا مَّا، لاَشَی مِنَ الْحَجَرِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالضَّرُوْرَۃِ وَقْتًامَّا۔

٧۔ مطلقہ عامہ:

وہ قضیہ موجہہ جس میں موضوع کیلئے ''محمول کے ثبوت'' یا ''سلب کا حکم کیا'' گیا ہو ضروری طور پر تینوں زمانوں میں سے کسی بھی ایک زمانے میں۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ ضَاحِکٌ بِالْفِعْلِ، لاَشَی مِنَ الاِنْسَانِ بِضَاحِکٍ بِالْفِعْلِ۔

٨۔ ممکنہ عامہ:

وہ قضیہ موجہہ ہے جس میں موضوع کیلئے محمول کی جانب مخالف کے ضروری ہونے کی نفی کا حکم ہو۔ جیسے کُلُّ نَارٍ حَارَّۃٌ بِالاِمْکَانِ الْعَامِّ، لاَشَی مِنَ النَّارِ بِبَارِدٍ بِالاِمْکَانِ الْعَامِّ۔

فائدہ:

قضیہ موجہہ بسیطہ کی اقسام کو بسائط ثمانیہ کہا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 34

......مرکبہ کی اقسام......

قضیہ حملیہ موجہہ مرکبہ کی سات قسمیں ہیں:

۱۔مشروطہ خاصہ ۲۔عرفیہ خاصہ ۳۔وقتیہ ٤۔منتشرہ

۵۔وجودیہ لادائمہ ٦۔وجودیہ لاضروریہ ۷۔ممکنہ خاصہ

۱۔مشروطہ خاصہ:

وہ مشروطہ عامہ ہے جس میں لادوام ذاتی کی قید لگادی جائے۔ جیسے: بِالضَّرُوْرَةِ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِمًا، بِالضَّرُوْرَةِ لَاشَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِمًا.

۲۔ عرفیہ عامہ:

وہ عرفیہ عامہ ہے جس میں لادوام ذاتی کی قید لگادی جائے۔ جیسے: بِالدَّوَامِ كُلُّ كَاتِبٍ مُتَحَرِّكُ الْأَصَابِعِ، مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِمًا، بِالدَّوَامِ لَاشَيْءَ مِنَ الْكَاتِبِ بِسَاكِنِ الْأَصَابِعِ مَادَامَ كَاتِبًا لَادَائِمًا.

۳۔ وقتیہ:

وہ وقتیہ مطلقہ ہے جس میں لادوام ذاتی کی قید لگادی جائے، جیسے بِالضَّرُوْرَةِ كُلُّ قَمَرٍ مُنْخَسِفٌ وَقْتَ حَيْلُوْلَةِ الْأَرْضِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الشَّمْسِ لَادَائِمًا، بِالضَّرُوْرَةِ لَاشَيْءَ مِنَ الْقَمَرِ بِمُنْخَسِفٍ وَقْتَ التَّرْبِيْعِ لَادَائِمًا.

٤۔ منتشرہ:

وہ منتشرہ مطلقہ ہے جس میں لادوام ذاتی کی قید لگادی جائے۔ جیسے: بِالضَّرُوْرَۃِ کُلُّ حَیَوَانٍ مُتَنَفِّسٌ وَقْتًامَّا لا دَائِمًا. بِالضَّرُوْرَۃِ لاشَیْءَ مِنَ الحَیَوَانِ بمُتَنَفِّسٍ وَقْتًامَّا لا دَائِمًا

٥۔ وجودیہ لادائمہ:

وہ مطلقہ عامہ ہے جس میں لادوام ذاتی کی قید لگادی جائے۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ ضَاحِکٌ بِالْفِعْلِ لادَائِمًا ، لاشَیْءَ مِنَ الاِنْسَانِ بِضَاحِکٍ بِالْفِعْلِ لادَائِمًا.

٦۔ وجودیہ لاضروریہ:

وہ مطلقہ عامہ ہے جس میں لاضرورۃ ذاتی کی قید لگادی جائے، جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ ضَاحِکٌ بِالْفِعْلِ لابِالضَّرُوْرَۃِ، لاشَی مِنَ الاِنْسَانِ بِضَاحِکٍ بِالْفِعْلِ لا بِالضَّرُوْرَۃِ.

٧۔ممکنہ خاصہ:

وہ قضیہ موجہہ جس میں موضوع کیلئے محمول کی جانب موافق ومخالف دونوں کے ضروری نہ ہونے کا حکم کیا گیا ہو۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ ضَاحِکٌ بِالاِمْکَانِ الْخَاصِّ، لاشَیْءَ مِنَ الاِنْسَانِ بِضَاحِکٍ بِالاِمْکَانِ الخَاصِّ.

وضاحت:

لادوام سے ایسے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو کیف میں پہلے قضیہ کے مخالف اور کم میں پہلے قضیہ کے موافق ہو اور لاضرورۃ سے اشارہ ایسے ممکنہ عامہ کی طرف

ہوتا ہے جو کیف میں پہلے قضیہ کے مخالف اور کم میں موافق ہوتا ہے۔

فائدہ:

قضیہ موجہہ مرکبہ کی مذکورہ اقسام کو مرکبات سبعہ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: کیف سے مراد ایجاب وسلب اور کم سے مراد کلیت و جزئیت ہے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔جہت مذکور ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی اقسام بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔بسائط ثمانیہ تفصیلا تحریر کریں۔

سوال نمبر3: ۔مرکبات سبعہ تفصیلا ذکر کریں۔

❁……❁……❁……❁

ابتداء حقیقی، ابتداء اضافی اور ابتداء عرفی کا فرق

تینوں میں فرق یہ ہے:

……ابتداء حقیقی وہ ہے جو سب پر مقدم ہو، اس طور پر کہ اس سے پہلے کوئی شی نہ ہو۔

……اور ابتداء عرفی وہ ہے جو مقصود سے پہلے ہو، خواہ اس شی سے پہلے کوئی شی ہو یا نہ ہو۔

……اور ابتداء اضافی کی دو تعریفیں ہیں: ایک یہ ہے کہ ابتداء اضافی وہ ہے جو کسی شی پر مقدم ہو خواہ اس سے پہلے کچھ ہو یا نہ ہو، دوسری تعریف یہ ہے کہ بعض پر مقدم ہو اور بعض پر مؤخر۔

سبق نمبر: 35

……قضیہ شرطیہ کی تقسیم……

قضیہ شرطیہ کی تین طرح سے تقسیم کی جاتی ہے۔

۱…… حکم کے اتصال وانفصال کے اعتبار سے۔

۲…… حکم کے تقدیرِ معین پر ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔

۳…… طرفین کی اصل کے اعتبار سے۔

۱۔ حکم کے اتصال وانفصال کے اعتبار سے قضیہ شرطیہ کی تقسیم

اس اعتبار سے قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔متصلہ ۲۔منفصلہ

۱۔قضیہ شرطیہ متصلہ:

وہ قضیہ جس میں ایک قضیہ کے تسلیم کر لینے پر دوسرے قضیہ کے ثبوت یا نفی کا حکم لگایا جائے۔ اگر ثبوت کا حکم ہو تو اسے متصلہ موجبہ کہیں گے۔ جیسے: اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ (اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا) اور اگر نفی کا حکم ہو تو اسے متصلہ سالبہ کہیں گے جیسے لَیْسَ أَلْبَتَّةَ کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا (ایسا نہیں ہے کہ جب سورج طلوع ہو تو رات موجود ہو)۔

وضاحت:

اگر پہلی مثال میں کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کو مان لیا جائے تو دن کی موجودگی کا حکم

لگایا جائے گا۔ اسی طرح دوسری مثال میں پہلے قضیے (کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَة) کو مان لیا جائے تو رات کی نفی کا حکم لگایا جائے گا۔

۲۔ قضیہ شرطیہ منفصلہ:

وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں دو چیزوں (مقدم اور تالی) کے درمیان منافات (جدائی) ہونے کا حکم لگایا گیا ہو۔ یا دو چیزوں (مقدم اور تالی) کے درمیان سے منافات اور ضدیت (جدائی) کی نفی کر دی گئی ہو۔ اول کو ''منفصلہ موجبہ'' اور ثانی کو ''منفصلہ سالبہ'' کہتے ہیں۔

موجبہ کی مثال : هٰذَا الشَّیْءُ اِمَّا شَجَرٌ اَوْحَجَرٌ ۔ یہاں اس بات کا حکم ہے کہ شجر اور حجر ایک دوسرے کے منافی ہیں یعنی دونوں کے درمیان جدائی ثابت کی گئی ہے۔ لہذا یہ شئی یا شجر ہوگی یا حجر۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک شے شجر بھی ہو اور حجر بھی۔

سالبہ کی مثال : لَیْسَ اَلْبَتَّةَ اِمَّا اَنْ تَکُوْنَ الشَّمْسُ طَالِعَةً اَوْ یَکُوْنَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا (ایسا نہیں ہوسکتا کہ یا تو سورج نکلے گا یا دن موجود ہوگا) یہاں یہ حکم نہیں کہ سورج کے نکلنے اور دن کے موجود ہونے میں منافات ہے۔ بلکہ ان کے درمیان سے منافات (جدائی) کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جب سورج نکلے گا تو دن ضرور ہوگا۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 36

……قضیہ شرطیہ متصلہ کی اقسام……

مقدم اورتالی کے درمیان اتصال میں لزوم پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے قضیہ شرطیہ متصلہ کی دوقسمیں ہیں: ۱۔لزومیہ ۲۔اتفاقیہ

۱۔متصلہ لزومیہ:

وہ قضیہ شرطیہ جس میں مقدم اورتالی کے درمیان اتصال کاحکم کسی علاقہ کی وجہ سے ہو۔ جیسے اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ (اگرسورج نکلے گاتودن موجود ہوگا)۔

وضاحت:

اس مثال میں مقدم اورتالی کے درمیان اتصال کاحکم علیّت کے علاقے کی بنا پر ہے۔ کیونکہ سورج کا طلوع ہونا دن کے موجود ہونے کے لئے علت ہے۔ اگرسورج نہیں نکلے گا تو دن بھی موجود نہیں ہوگا واضح رہے کہ قضیہ شرطیہ کے پہلے جز کو مقدم اوردوسرے کوتالی کہتے ہیں۔

۲۔ متصلہ اتفاقیہ:

وہ قضیہ شرطیہ جس میں مقدم اورتالی کے درمیان اتصال کاحکم کسی علاقہ کی وجہ سے نہ ہوبلکہ یہ دونوں اتفاقاً جمع ہوگئے ہوں۔ جیسے اِنْ کَانَ الاِنْسَانُ نَاطِقًا فَالْحِمَارُ نَاھِقٌ (اگرانسان ناطق ہوگاتو گدھا ناہق ہوگا)۔

وضاحت:

اس مثال میں گدھے اورانسان کے اندرکوئی ایسا تعلق نہیں کہ انسان کے ناطق

ہونے کی وجہ سے گدھے کا ناھق ہونا لازم آئے بلکہ یہ ایک اتفاقی بات ہے کہ گدھا ناہق ہے اور انسان ناطق۔ مذکورہ بالا تعریفات میں علاقہ کا لفظ ذکر کیا گیا ہے لہذا علاقہ کے بارے میں وضاحت کی جاتی ہے۔

علاقہ اور اسکی اقسام

علاقہ کی تعریف:

''أَمْرٌ بِسَبَبِہٖ یَسْتَصْحِبُ الْمُقَدَّمُ التَّالِی'' علاقہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے مقدم تالی کے ساتھ رہنا چاہتا ہو یعنی جب مقدم پایا جائے تو تالی بھی پائی جائے۔ جیسے اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ . اس مثال میں مقدم (سورج کے طلوع ہونے) اور تالی (دن کے موجود ہونے) کے درمیان ایسا تعلق ہے کہ اگر مقدم پایا جائے گا تو تالی اس کے ساتھ ضرور پائی جائے گی لہذا یہی تعلق علاقہ کہلاتا ہے۔

علاقہ کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔علیت ۲۔تضایف

۱۔ علیت:

اس کی تین صورتیں ہونگی:

۱ ...... مقدم تالی کیلئے علت ہو۔ جیسے: اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ (اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا)۔

وضاحت:

اس مثال میں سورج کا طلوع ہونا دن کے موجود ہونے کے لئے علت ہے یعنی دن اسی وقت موجود ہوگا جب سورج ہوگا۔

۲...... تالی مقدم کیلئے علت ہو۔ جیسے كُلَّمَا كَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً (جب بھی دن موجود ہوگا سورج نکلا ہوگا)۔

وضاحت:

اس مثال میں سورج کا نکلنا دن کے پائے جانے کے لئے علت ہے یعنی جب بھی دن ہوگا تو سورج نکلا ہوا ہوگا۔

۳...... مقدم اور تالی دونوں معلول ہوں اور علت کوئی تیسری چیز بنے۔ جیسے اِنْ كَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا فَالْعَالَمُ مُضِيئٌ (اگر دن موجود ہوتو عالم روشن ہوگا)۔

وضاحت:

اس مثال میں دن کا موجود ہونا اور سارے جہاں کا روشن ہونا یہ دونوں معلول ہیں اور علت تیسری چیز ہے اور وہ سورج کا طلوع ہونا ہے۔

۲۔تضایف:

وہ تعلق جس کی وجہ سے مقدم اور تالی کا سمجھنا ایک دوسرے پر موقوف ہو۔ جیسے ابوۃ (باپ ہونا) بنوۃ (بیٹا ہونا) اِنْ كَانَ زَيْدٌ أَبًا لِبَكْرٍ كَانَ بَكْرٌ اِبْنًا لَهٗ (اگر زید بکر کا باپ ہے تو بکر زید کا بیٹا ہے)۔

وضاحت:

اس مثال میں زید کا باپ ہونا اس پر موقوف ہے کہ بکر اس کا بیٹا ہے اور بکر کا بیٹا ہونا اس پر موقوف ہے کہ زید اس کا باپ ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کو سمجھنا دوسرے پر موقوف ہے لہذا اس علاقہ کو تضایف کہیں گے۔

☆☆☆☆☆

سبق نمبر: 37

......قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تقسیمات......

اس کی دو طرح تقسیم کی جاتی ہے:

۱۔ مقدم اور تالی کی ذات کے اعتبار سے ۲۔ صدق و کذب کے اعتبار سے

۱۔ ذات کے اعتبار سے قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تقسیم

ذات کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ منفصلہ عنادیہ ۲۔ منفصلہ اتفاقیہ

۱۔ منفصلہ عنادیہ:

وہ قضیہ منفصلہ جس کے مقدم اور تالی کی ذات ہی ان کے درمیان جدائی چاہتی ہو۔ جیسے ھٰذَا العَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْفَرْدٌ (یہ عدد جفت ہے یا طاق)۔

وضاحت:

اس قضیہ میں طاق و جفت ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ ان کی ذات ہی جدائی چاہتی ہے کیونکہ کوئی بھی عدد دو حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو وہ طاق ہوتا ہے یا جفت اور ایک ہی وقت میں دونوں کا اکٹھے ہونا بھی ناممکن ہے۔

۲۔ منفصلہ اتفاقیہ:

وہ قضیہ جس کے مقدم اور تالی میں جدائی ذاتی نہ ہو بلکہ اتفاقی ہو۔ جیسے ھٰذَا الرَّجُلُ اِمَّا اَسْوَدُ اَوْکَاتِبٌ (یہ شخص یا تو کالا ہے یا کاتب ہے)۔

وضاحت:

اس قضیہ میں اسود اور کاتب ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ ان میں ذاتی لحاظ سے کوئی جدائی نہیں لیکن یہاں انفصال (جدائی) اتفاقی ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کوئی شخص کاتب بھی ہو اور کالا بھی ہو۔ لہذا یہ جدائی ذاتی نہیں اتفاقی ہے۔

۲۔صدق وکذب کے اعتبار سے قضیہ شرطیہ منفصلہ کی اقسام

صدق وکذب کے اعتبار سے قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں:

۱. حقیقیہ ۲. مانعة الجمع ۳. مانعة الخلو

قضیہ منفصلہ حقیقیہ:

وہ قضیہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان منافات (جدائی) یا عدم منافات صدقا وکذبا دونوں اعتبار سے ہو۔ جیسے **هٰذَا العَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ أَوْفَرْدٌ** (یہ عدد یا تو جفت ہے یا طاق)۔

وضاحت:

صدقا کا معنی یہ ہے کہ مقدم اور تالی ایک شے میں بیک وقت جمع نہ ہوسکیں اور کذبا کا معنی یہ ہے کہ مقدم اور تالی ایک شے سے بیک وقت جدا نہ ہوسکیں۔ جیسے مذکورہ مثال میں طاق وجفت ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ یہ دونوں ایک ساتھ کسی عدد میں نہ تو جمع ہوسکتے ہیں اور نہ ہی جدا ہوسکتے ہیں، کیونکہ ہر عدد یا تو جفت ہوگا یا طاق، ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی عدد نہ تو جفت اور نہ ہی طاق اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ کوئی عدد جفت بھی ہو اور طاق بھی۔

۲۔ مانعۃ الجمع:

وہ قضیہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان منافات (جدائی) یا عدم منافات صرف صدقا ہو۔ یعنی مقدم اور تالی کسی ایک شی میں جمع نہ ہو سکتے ہوں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ مقدم اور تالی میں سے کوئی بھی نہ پایا جائے۔ جیسے ذَالِکَ الْحَیَوَانُ اِمَّا شَاۃٌ أَوْ ظَبیٌ (یہ جانور یا بکری ہے یا ہرن ہے)۔

وضاحت:

اس مثال میں شاۃ (بکری) اور ظبی (ہرن) ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ یہ دونوں ایک شے میں جمع نہیں ہو سکتے یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی جانور بکری بھی ہو اور ہرن بھی ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ جانور نہ بکری ہو نہ ہرن بلکہ کوئی اور جانور ہو۔ جیسے شیر وغیرہ۔

۳۔ مانعۃ الخلو:

وہ قضیہ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان جدائی یا عدم جدائی صرف کذبا ہو۔ یعنی یہ دونوں کسی شے سے ایک ساتھ جدا نہ ہو سکتے ہوں ہاں یہ ممکن ہے کہ دونوں ایک ساتھ جمع ہو جائیں۔ زَیْدٌ اِمَّا فِی الْمَاءِ أَوْلَا یَغْرُقُ (زید یا تو پانی میں ہوگا یا ڈوب نہیں رہا ہوگا)۔

وضاحت:

اس مثال میں پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ یہ دونوں بیک وقت زید سے جدا نہیں ہو سکتے یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ زید پانی میں بھی نہ ہو اور ڈوب بھی رہا ہو ہاں ان دونوں کا جمع ہونا ممکن ہے کہ زید پانی میں بھی ہو اور ڈوب نہ رہا ہو کیونکہ ہوسکتا ہو وہ تیر رہا ہو۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1:۔قضیہ شرطیہ متصلہ اوراس کی اقسام مع امثلہ بیان کریں۔

سوال نمبر2:۔علاقہ کی تعریف اوراس کی اقسام کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر3:۔قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تعریف کریں نیز ذات اورصدق وکذب کے اعتبار سے اس کی اقسام لکھیں۔

سوال نمبر 4:۔مندرجہ ذیل قضایا کے بارے میں بتائیں کہ یہ قضیہ شرطیہ یامنفصلہ کی کونسی قسم ہے؟

زیدشاعر ہے یا کاتب۔ خالد عالم ہے یا جاہل۔ اگرانسان جاندار ہے تو پتھر بے جان ہے۔

یہ عدد طاق ہے یا جفت۔ یہ شے انسان ہے یا پتھر۔ اگرسورج نکلے گا تو زمین روشن ہوگی۔ اگرزید اسلام قبول کر لے تو اس پرشراب حرام ہو جائے گی۔ ایسانہیں کہ زید اگر روزہ رکھ لے تو دودھ پینا اس کو جائز رہے۔ ایسانہیں کہ یہ انسان یا متقی ہے یا مسلمان۔

❁……❁……❁……❁

سبق نمبر: 38

﴿......تناقض کا بیان......﴾

۱۔ تناقض:

دو قضیوں کا ایجاب و سلب ہونے میں اس طرح مختلف ہونا کہ ہر ایک اپنی ذات کے اعتبار سے اس بات کا تقاضا کرے کہ اگر پہلا قضیہ سچا ہے تو دوسرا ضرور جھوٹا ہے اور اگر پہلا جھوٹا ہے تو دوسرا ضرور سچا۔ جیسے زید سونے والا ہے۔ زید سونے والا نہیں۔

نقیض:

جن دو قضیوں میں تناقض ہو ان میں ہر قضیہ دوسرے کی نقیض کہلاتا ہے۔

تناقض کے تحقق کی شرائط:

دو قضایا مخصوصہ کے درمیان تناقض کے ثبوت کیلئے آٹھ چیزوں میں متفق ہونا شرط ہے ان کو وحدات ثمانیہ بھی کہتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی شرط مفقود ہوئی تو تناقض کا تحقق نہ ہوگا۔

۱۔ وحدت موضوع ۲۔ وحدت محمول ۳۔ وحدت مکان ٤۔ وحدت زمان
٥۔ وحدت شرط ٦۔ اضافت ۷۔ جزو کل ۸۔ اور قوت و فعل میں وحدت کا ہونا

۱۔ وحدت موضوع:

دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو اگر موضوع ایک نہ ہوا تو تناقض بھی نہیں ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ میں تناقض ہے لیکن زَیْدٌ قَائِمٌ اور عُمَرُ لَیْسَ بِقَائِمٍ میں

تناقض نہیں کیونکہ موضوع تبدیل ہو گیا ہے۔

۲۔ وحدت محمول:

دونوں قضیوں کا محمول ایک ہو ورنہ تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ میں تناقض ہے لیکن زَیْدٌ قَائِمٌ اور زَیْدٌ لَیْسَ بقاعدٍ میں تناقض نہیں کیونکہ محمول بدل گیا ہے۔

۳۔ وحدت مکان:

دونوں قضیوں کا مکان ایک ہو ورنہ تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ فِی السُّوْقِ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ فِی السُّوْقِ میں تناقض ہے لیکن زَیْدٌ قَائِمٌ فِی السُّوْقِ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ فِی الدَّارِ میں تناقض نہیں کیونکہ مکان بدل گیا ہے۔

٤۔ وحدت زمان:

دونوں قضیوں کا زمانہ ایک ہو ورنہ تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ اٰکِلٌ فِی اللَّیْلِ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِاٰکِلٍ فِی اللَّیْلِ میں تو تناقض ہے لیکن زَیْدٌ اٰکِلٌ فِی اللَّیْلِ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِاٰکِلٍ فِی النَّھَارِ میں تناقض نہیں۔

۵۔ وحدت شرط:

دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو ورنہ تناقض متحقق نہ ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ مُتَحَرِّکُ الْفَمِ بِشَرْطِ کَوْنِہٖ اٰکِلاً اور زَیْدٌ لَیْسَ بِمُتَحَرِّکِ الْفَمِ بِشَرْطِ کَوْنِہٖ اٰکِلاً میں تو تناقض ہے لیکن زَیْدٌ مُتَحَرِّکُ الْفَمِ بِشَرْطِ کَوْنِہٖ اٰکِلاً اور زَیْدٌ لَیْسَ بِمُتَحَرِّکِ الْفَمِ بِشَرْطِ کَوْنِہٖ غَیْرَ اٰکِلٍ ۔ میں تناقض نہیں۔

٦۔ اضافت میں وحدت:

دونوں قضیے اضافت میں متفق ہوں یعنی پہلے قضیہ میں محمول کی نسبت جس شی کی طرف ہو اسی کی طرف دوسرے قضیہ میں بھی ہو ورنہ تناقض نہیں پایا جائے گا۔ جیسے زَیْدٌ أَخُوْ خَالِدٍ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِأَخِی خَالِدٍ میں تو تناقض ہے لیکن زَیْدٌ أَخُوْ خَالِدٍ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِأَخِی بَکْرٍ میں تناقض نہیں۔

۷۔ جزو کل میں وحدت:

دونوں قضیے جزو کل میں برابر ہوں یعنی اگر پہلے قضیہ میں محمول کا حکم کل پر ہے تو دوسرے میں بھی کل پر ہوگا اور اگر پہلے میں جز پر ہے تو دوسرے میں بھی جز پر ہو۔ ورنہ تناقض متحقق نہیں ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ أَسْوَدُ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِأَسْوَدَ میں تناقض ہے لیکن زَیْدٌ أَسْوَدُ أَیْ کُلُّهُ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِأَسْوَدَ أَیْ اَسْنَانِهِ میں تناقض نہیں۔

۸۔ قوت وفعل میں وحدت:

دونوں قضیے قوت وفعل میں برابر ہوں یعنی اگر ایک قضیہ میں محمول موضوع کیلئے بالفعل ثابت ہے تو دوسرے میں نفی بھی بالفعل ہی ہو۔ اور اگر ایک قضیہ میں بالقوۃ ثابت ہے تو دوسرے میں نفی بھی بالقوہ ہی ہو ورنہ تناقض نہ ہوگا۔ جیسے زَیْدٌ ضَاحِکٌ بِالْفِعْلِ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِضَاحِکٍ بِالْفِعْلِ میں تو تناقض ہے۔ لیکن زَیْدٌ ضَاحِکٌ بِالْقُوَّةِ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِضَاحِکٍ بِالْفِعْلِ میں تناقض نہیں۔

نوٹ:

واضح رہے کہ بالقوۃ سے مراد یہ ہے کہ کام کرنے کی صلاحیت ہو لیکن اس وقت نہ

کرے اور بالفعل سے مراد یہ ہے کہ کام کرنے کی صلاحیت بھی ہو اور اس وقت وہ کام کرے بھی۔

محصورات اربعہ میں تناقض:

یاد رہے کہ سبق نمبر 31 میں آپ قضیہ محصورہ کی چار اقسام اور محصوراتِ اربعہ کے سور تفصیلا پڑھ چکے ہیں اب یہاں ان کے مابین تناقض کی صورت کو بیان کیا جاتا ہے، چنانچہ محصوراتِ اربعہ میں تناقض کے پائے جانے کیلئے مذکورہ وحداتِ ثمانیہ کے علاوہ ایک اور بھی شرط ہے کہ اگر ایک قضیہ کلیہ ہو تو دوسرے کا جزئیہ ہونا ضروری ہے۔

محصوررات اربعہ کے مابین تناقض:

١ ......موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آتی ہے۔

جیسے كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ کی نقیض بَعْضُ الاِنْسَانِ لَيْسَ بِحَيَوَانٍ .

٢ ......موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ آتی ہے۔

جیسے بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ کی نقیض لَاشَيْءَ مِنَ الْحَيَوَانِ بِاِنْسَانٍ.

٣ ......سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ آتی ہے۔

جیسے لَاشَيْءَ مِنَ الْحَيَوَانِ بِفَرَسٍ کی نقیض بَعْضُ الْحَيَوَانِ فَرَسٌ .

٤ ......سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ آتی ہے۔

جیسے بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِاِنْسَانٍ کی نقیض كُلُّ حَيَوَانٍ اِنْسَانٌ.

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔ تناقض اور نقیض کی وضاحت بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔ وحدات ثمانیہ سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر3: ۔ محصورات اربعہ کا تناقض مع امثلہ لکھیں۔

سوال نمبر4: ۔ درج ذیل قضایا کی نقائض بیان کریں۔

ہر سنی مومن ہے۔ کچھ گاڑیاں رات میں چلتی ہیں۔ بعض ابیض حیوان ہیں۔ کوئی انسان پتھر نہیں۔ ہر انسان جاندار ہے۔ ہر درخت نامی ہے۔ ہر متقی مسلمان ہے۔ ہر فاعل مرفوع ہے۔ کوئی بھی کاتب انسان نہیں۔ بعض فرس ضاحک ہیں۔ ہر نوع کلی ہے۔ بعض حمار ناہق نہیں۔

* * *

حقیقت، ماہیت اور ھُویت میں فرق

''مطلقا ما به الشی هو هو '' کو ماہیت کہتے ہیں اور ''ما به الشی هو هو '' موجود اور متحقق ہونے کے اعتبار سے حقیقت کہتے ہیں اور متعین و متشخص ہونے کے اعتبار سے ہویت کہتے ہیں اور کبھی حقیقت اور ماہیت کو ایک ہی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور ان کے درمیان میں کچھ فرق اعتباری بھی نہیں کیا جاتا نیز کبھی کبھار ہویت کو وجود خارجی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور وہ اس اعتبار سے حقیقت کا مساوی ہے۔

سبق نمبر: 39

……عکسِ مستوی……

عکس کی تعریف:

عکس کا لغوی معنی اُلٹا کرنا ہے جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد قضیہ کے صدق اور کیف (یعنی ایجاب وسلب) کو باقی رکھتے ہوئے طرفینِ قضیہ (موضوع ومحمول) کو اس طرح پلٹ دینا کہ محمول کو موضوع اور موضوع کو محمول بنا دیا جائے۔ جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوانٌ کی ترتیب بدل کر بَعْضُ الْحَیَوانِ اِنْسَانٌ کر دینا عکس ہے۔ اس مثال میں پہلا قضیہ اصل اور دوسرا معکوس ہے لیکن مناطقہ اسے عکس کا نام ہی دیتے ہیں، نیز عکس مستوی کا دوسرا نام عکس مستقیم ہے۔

فائدہ:

بقائے صدق سے مراد یہ ہے کہ اگر عکس سے پہلے قضیہ سچا تھا تو اب بھی سچا رہے، اگر پہلے جھوٹا تھا تو اب بھی جھوٹا رہے اور بقائے کیف سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے سالبہ تھا تو اب بھی سالبہ رہے، اگر پہلے موجبہ تھا تو اب بھی موجبہ رہے۔

محصوراتِ اربعه کا عکس مستوی

۱…… موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوانٌ کا عکس مستوی بَعْضُ الْحَیَوانِ اِنْسَانٌ.

۲…… موجبہ جزئیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ جیسے بَعْضُ الْحَیَوانِ اِنْسَانٌ کا عکس مستوی بَعْضُ الانْسَانِ حَیَوانٌ.

۳…… سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ۔ جیسے لَاشَیَ مِنَ الانْسَانِ بِحَجَرٍ

کا عکس مستوی لا شَی مِنَ الُحَجَرِ بِاِنُسَانٍ۔

٤...... بعض سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی تو آتا ہے۔ جیسے: **بَعُضُ الابُیَضِ لیس بِحَیَوَانٍ** کا عکس مستوی **بَعُضُ الُحَیَوَان لَیُسَ بَاَبُیَضَ** اور بعض کا نہیں آتا جیسے: **بَعُضُ الُحَیَوَانِ لَیُسَ بِاِنُسَانٍ** کا عکس مستوی **بَعُضُ الاِنُسَانِ لَیُسَ بِحَیَوَان** نہیں آ سکتا اس لئے مناطقہ سالبہ جزئیہ کے لئے عکس نہیں مانتے۔

نوٹ:

عکس مستوی میں مفہومِ مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آپ **بعض الانسان حیوان** میں ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اس قضیہ میں بعض انسان کو حیوان ماننے پر بعض انسان کے حیوان ہونے کی نفی کا ارادہ نہیں کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1:۔ عکس مستوی کی اصطلاحی تعریف بیان کریں۔

سوال نمبر2:۔ محصورات اربعہ کا عکس مستوی تحریر کریں۔

سوال نمبر3:۔ مندرجہ ذیل قضایا کے عکوس تحریر کریں۔

ہر متکبر ذلیل ہے۔ بعض مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔ کوئی انسان پتھر نہیں۔ ہر انسان اللہ تعالی کو وحدہ لاشریک مانتا ہے۔ ہر انسان جاندار ہے۔ ہر انسان ماشی ہے۔ بعض مسلمان نمازی ہیں۔ ہر جسم **قابل للابعاد الثلثہ** ہے۔

◆……◆……◆……◆

سبق نمبر: 40

......عکس نقیض......

قضیہ کے صدق اور کیف کو باقی رکھتے ہوئے طرفینِ قضیہ (یعنی موضوع ومحمول) کی نقیض کو اس طرح پلٹ دینا کہ موضوع کی نقیض کی جگہ محمول کی نقیض اور محمول کی نقیض کی جگہ موضوع کی نقیض آجائے۔ جیسے: **کُلُّ مُومِنٌ مُتَدَيِّنٌ** کا عکس نقیض **کُلُّ لَا مُتَدَيِّنٍ لا مُومِنٌ** ہے، اسی طرح **کل انسان حیوان** کا عکس نقیض **کل لاحیون لاانسان** ہے۔

محصورات اربعه کا عکس نقیض:

١ ......موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہی آتا ہے۔ جیسے **کُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ** کا عکس نقیض **کُلُّ لاَحَيَوَان لااِنْسَان.**

٢ ......موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا۔

٣ ...... سالبہ کلیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے۔ جیسے **لاَشَیءَ مِنَ الاِنْسَانِ بِحَجَرٍ** کا عکس نقیض **بَعْضُ اللاَّ حَجَرِ لَيْسَ بِلااِنْسَان.** (یعنی بعض لاحجر انسان ہیں)

٤۔ سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے۔ جیسے: **بَعْضُ الْحَيَوَانِ لَيْسَ بِفَرَسٍ** کا عکس نقیض **بَعْضُ اللاَّفَرَسِ لَيْسَ بِلاَحَيَوَانٍ.** (یعنی بعض لافرس حیوان ہیں)

فائدہ:

موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض صرف موجبہ جزئیہ ہی آسکتا ہے اور یہ ہر جگہ سچا نہیں ہوتا بلکہ بعض مقامات پر جھوٹا بھی ہوتا ہے۔

جیسے بَعْضُ الْحَیَوَانِ لاَفَرَسٌ تو سچا ہے مگر اس کا عکس نقیض (بَعْضُ الْفَرَسِ لاَحَیَوَانٌ) جھوٹا ہے۔ حالانکہ ماقبل گذر چکا کہ اگر قضیہ عکس سے پہلے سچا تھا تو بعد میں بھی سچا ہی رہے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔ عکس نقیض کی تعریف بیان کریں۔

سوال نمبر2: ۔ محصورات اربعہ کا عکس نقیض تحریر کریں۔

سوال نمبر3: ۔ مندرجہ ذیل کا عکس نقیض لکھیں۔

بعض لا انسان لاحیوان نہیں۔ کوئی انسان پتھر نہیں۔ ہر محنتی کامیاب ہے۔ ہر انسان جاندار ہے۔ ہر انسان حیوان ہے۔ کوئی گھوڑا انسان نہیں۔

◆ …… ◆ …… ◆ …… ◆

☆......غلط اور غلت میں فرق......☆

دونوں کے معنی خطا کرنے کے ہیں پھر دونوں میں باہمی فرق اس قدر ہے کہ غلط کا تعلق کلام سے ہے اور غلت کا تعلق حسابات سے ہے ''کما یقال قد غلط فی کلامه وقد غلت فی حسابه، کذا قاله العلامة السیوطی''۔

سبق نمبر: 41

……حجت اور اسکی اقسام……

منطق کا موضوع معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ ہیں۔ معلومات تصوریہ کا بیان تفصیلا گزر چکا اب معلومات تصدیقیہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ وہ معلومات تصدیقیہ جو مجہول تصدیقی تک پہنچادیں انہیں حجت کہتے ہیں اور اسکی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ قیاس ۲۔ استقراء ۳۔ تمثیل

قیاس کا بیان

قیاس کی تعریف:

''هُوَقَوْلٌ مُؤَلَّفٌ مِنْ قَضَايَا يَلْزَمُ عَنْهَا قَوْلٌ اٰخَرُ بَعْدَ تَسْلِيْمِ تِلْكَ الْقَضَايَا'' قیاس اس قول کو کہتے ہیں جو چند ایسے قضایا سے مرکب ہو کہ ان کو تسلیم کرنے کے بعد ایک اور قضیہ ماننا لازم آئے۔ جیسا کہ ہر سنی مومن ہے اور ہر مومن نجات پانے والا ہے ان دونوں کو تسلیم کر لینے کے بعد ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ہر سنی نجات پانے والا ہے۔ قیاس کی اقسام کا تفصیلی بیان آگے آئے گا اس سے پہلے چند ضروری اصطلاحات کو بیان کیا جاتا ہے۔

قیاس سے متعلقہ چند ضروری اصطلاحات

مقدمات قیاس:

جن قضایا سے قیاس مرکب ہوتا ہے انہیں مقدماتِ قیاس کہا جاتا ہے۔ جیسے أَلْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ. نتیجہ اَلْعَالَمُ حَادِثٌ. اس مثال میں اَلْعَالَمُ مُتَغَيِّر اور كُلُّ

مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ ۔ دو قضایا ہیں جن سے قیاس مرکب ہے یہ قضایا مقدمات قیاس کہلائیں گے۔ اس کا نتیجہ اَلْعَالَمُ حَادِثٌ ہے۔

اصغر:

نتیجہ کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں۔ جیسے مذکورہ بالا مثال میں اَلْعَالَمُ.

اکبر:

نتیجہ کے محمول کو اکبر کہتے ہیں۔ جیسے مذکورہ بالا مثال میں حَادِثٌ.

صغری:

قیاس کے جس مقدمہ میں اصغر مذکور ہو اسے صغری کہا جاتا ہے۔ جیسے مذکورہ بالا مثال میں أَلْعَالَمُ (جوکہ اصغر ہے) اور قیاس کے پہلے مقدمہ میں ہے لہذا یہ مقدمہ صغری کہلائے گا۔

کبری:

قیاس کے جس مقدمہ میں اکبر مذکور ہو اسے کبری کہا جاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں. حَادِثٌ (جوکہ اکبر ہے) اور قیاس کے دوسرے مقدمے میں موجود ہے۔ لہذا یہ مقدمہ کبری کہلائے گا۔

حداوسط:

جو چیز قیاس کے مقدمات میں مکرر مذکور ہو۔ جیسے مذکورہ مثال میں متغیر۔

قرینہ اورضرب:

صغری کو کبری کے ساتھ ملانے کو ضرب اور قرینہ کہتے ہیں۔

شکل:

حداوسط کو اصغر اور اکبر کے ساتھ رکھنے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اسے شکل کہتے ہیں۔

نتیجہ:

مقدماتِ قیاس کو تسلیم کر لینے کے بعد جس قضیہ کو ماننا پڑے اسے نتیجہ کہا جاتا ہے۔

جیسے: اَلْعَالَمُ حَادِثٌ۔

نتیجہ نکالنے کا طریقہ:

صغریٰ اور کبریٰ سے حداوسط کو حذف کر دینے کے بعد جو باقی رہے گا وہی نتیجہ ہے۔

جیسے عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہے اس میں سے حداوسط (متغیر) کو حذف کر دینے کے بعد عالم حادث ہے یہ باقی بچے گا اور یہی نتیجہ ہے۔

☆☆☆☆☆

بَسمَلہ اور تسمیہ میں فرق

بعض لوگ دونوں کو ایک ہی معنی میں سمجھتے ہیں لیکن ان دونوں میں فرق ہے کہ بسملہ کا معنی ہے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کہنا اور لکھنا۔ اور تسمیہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور یاد کرنا، خواہ کسی بھی طریقہ سے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی بھی نام سے ہو۔ حاصل یہ کہ تسمیہ عام ہے اور بسملہ خاص ہے جس کو منطق کی اصطلاح میں عموم وخصوص مطلق کہتے ہیں۔

سبق نمبر: 42

......قیاس کی تقسیم......

قیاس کی تقسیم دو اعتبار سے کی جاتی ہے (۱)صورت کے اعتبار سے(۲)مادہ کے اعتبار سے۔

صورت کے اعتبار سے قیاس کی تقسیم:

اس اعتبار سے قیاس کی دو اقسام ہیں:

قیاس اقترانی:

وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض بعینہ مذکور نہ ہو۔ جیسے **اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ وَ کُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ.**

وضاحت:

یہ قیاسِ اقترانی ہے جسکا نتیجہ **اَلْعَالَمُ حَادِثٌ** بعینہ مذکور نہیں بلکہ اجزاء کی صورت میں قیاس کے دونوں مقدمات میں مذکور ہے۔

قیاس اقترانی کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔قیاس اقترانی حملی ۲۔قیاس اقترانی شرطی

۱۔ قیاس اقترانی حملی:

وہ قیاسِ اقترانی ہے جو صرف قضایا حملیہ سے مرکب ہو۔ جیسے: **اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ**

وَكُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ.

۲۔قیاس اقترانی شرطی:

وہ قیاس جوصرف قضایا شرطیہ یا قضایا حملیہ وشرطیہ دونوں سے مرکب ہو۔

صرف شرطیہ سے مرکب کی مثال:

جیسے: كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ. وَكُلَّمَا كَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا فَالْأَرْضُ مُضِيْئَةٌ اس کا نتیجہ آئے گا. كُلَّمَا كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالْأَرْضُ مُضِيْئَةٌ.

حملیہ وشرطیہ دونوں سے مرکب کی مثال:

جیسے: كُلَّمَا كَانَ زَيْدٌ اِنْسَانًا كَانَ حَيَوَانًا وَكُلُّ حَيَوَانٍ جِسْمٌ اس کا نتیجہ آئے گا كُلَّمَا كَانَ زَيْدٌ اِنْسَانًا كَانَ جِسْمًا.

قیاس اقترانی کے نتیجہ دینے کی شکلیں

قیاس اقترانی خواہ حملی ہو یا شرطی اس کی چار شکلیں ہیں۔ جنہیں اشکالِ اربعہ کہا جاتا ہے۔ اور شکل کی تعریف سبق نمبر 41 میں بیان کی جاچکی ہے۔

اشکال اربعہ کی تعریفات:

شکلِ اول:

وہ شکل ہے جس میں حداوسط صغری میں محمول اور کبری میں موضوع بن رہی ہو۔ جیسے: ہر مومن اللہ کا پیارا ہے اور ہر اللہ کا پیارا جنتی ہے نتیجہ ہر مومن جنتی ہے۔

شکل ثانی:

وہ شکل ہے جس میں حد اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں محمول بن رہی ہو۔ جیسے: ہر مومن جنتی ہے اور کوئی کافر جنتی نہیں نتیجہ کوئی مومن کافر نہیں۔

شکل ثالث:

وہ شکل ہے جس میں حد اوسط صغری و کبری دونوں میں موضوع بن رہی ہو۔ جیسے: ہر انسان ناطق ہے۔ اور ہر انسان حیوان ہے۔ ہر ناطق حیوان ہے۔

شکل رابع:

وہ شکل ہے جس میں حد اوسط صغری میں موضوع اور کبری میں محمول بن رہی ہو۔ جیسے: ہر عطاری قادری ہے بعض رضوی عطاری ہیں نتیجہ بعض قادری رضوی ہے۔

☆☆☆☆☆

❁......نور کا چراغ......❁

مروی ہے کہ ''جب بندہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کامل توبہ کرتا ہے اور رات میں اپنے رب عزوجل سے مُناجات کرتا ہے تو فرشتے نور کا ایک چراغ روشن کر کے زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیتے ہیں۔ دیگر فرشتے پوچھتے ہیں ''یہ کیا ہے؟'' تو ان سے کہا جاتا ہے کہ ''فلاں بن فلاں نے آج کی رات اپنے رب عزوجل کے ساتھ راضی ہو کر گزاری ہے۔''

(''بحر الدموع''، ص ۳۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

سبق نمبر: 43

......اشکال اربعہ کے نتیجہ دینے کی شرائط......

اشکال اربعہ سے نتیجہ حاصل کرنے کی چند شرائط ہیں جن کو یہاں تفصیلا بیان کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ ہر شکل میں سولہ ضروب کا احتمال ہے جن میں سے بعض ضروب شرائط کے پائے جانے کی وجہ سے نتیجہ دیتی ہیں اور بعض ضروب شرائط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے صحیح نتیجہ نہیں دیتیں۔ ان تمام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شکل اول کے نتیجہ دینے کی شرائط

(۱)...... صغری کا موجبہ ہونا (خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ)

(۲)...... کبری کا کلیہ ہونا (خواہ موجبہ ہو یا سالبہ)

شکل اول میں مذکورہ شرائط کے مطابق صرف چار ضروب نتیجہ دیتی ہیں۔

نقشہ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

......نیکیوں کی توفیق ملنا

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب رب العزت، محسن انسانیت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا فرمان مغفرت نشان ہے کہ ''جب اللہ عزوجل کسی بندے کی مغفرت فرمانا چاہتا ہے تو اسے گناہ سے روک دیتا ہے اور جب اللہ عزوجل کسی بندے کا عمل قبول کرنا چاہتا ہے تو اسے نیک عمل کی طرف مائل کر دیتا ہے۔'' (بحر الدموع، ص ۳۷)

☆......نقشہ شکل اول......☆

نمبر شمار	صغری	کبری	نتیجہ	صغری کی مثال	کبری کی مثال	نتیجہ کی مثال
1	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	كُلُّ حَيَوَانٍ جِسْمٌ	کل انسان جسم
2	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
3	//	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	لاشَیَ مِنَ الْحَيَوَانِ بِحَجَرٍ	لاشی من الانسان بحجر
4	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0
5	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ	كُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ	بعض الحیوان ناطق
6	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
7	//	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ	لاشَیَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِصَاهِلٍ	بعض الحیوان لیس بصاهل
8	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0

9	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	0	0	0	0
10	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
11	//	سالبہ کلیہ	0	0	0	0
12	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0
13	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	0	0	0	0
14	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
15	//	سالبہ کلیہ	0	0	0	0
16	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0

شکل ثانی کے نتیجہ دینے کی شرائط

اس کے نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں۔

۱۔ ایجاب وسلب کے اعتبار سے دونوں مقدمات کا مختلف ہونا یعنی اگر ایک مقدمہ موجبہ ہو تو دوسرا سالبہ ہو۔

۲۔ کبری کا کلیہ ہونا۔

شکل ثانی میں مذکورہ شرائط کے مطابق صرف چار ضروب نتیجہ دیتی ہیں۔

نقشہ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

جنت کے کنارے اور وسط میں گھر

حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت، مخزن جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوب رب العزت محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو غلطی پر ہوتے ہوئے جھگڑنا چھوڑ دے اس کیلئے جنت کے کنارے پر ایک گھر بنایا جائے گا اور جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑنا چھوڑ دے گا اس کیلئے جنت کے وسط میں ایک گھر بنایا جائے گا اور جس کا اخلاق اچھا ہوگا اس کیلئے جنت کے اعلی مقام میں ایک گھر بنایا جائے گا۔''

حضرت سیدنا ابودرداء، ابوامامہ اور واثلہ رضی اللہ تعالی عنہم کی روایات کا خلاصہ ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر وبر صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جھگڑنا چھوڑ دو، میں حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑنے والے کو جنت کے کنارے وسط اور اعلی درجے میں تین گھروں کی ضمانت دیتا ہوں، جھگڑنا چھوڑ دو، بے شک میرے رب عزوجل نے مجھے بتوں کی پوجا سے منع کرنے کے بعد سب سے پہلے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

(جنت میں لے جانے والے اعمال، ص۴۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

☆......نقشہ شکل ثانی......☆

نمبر شمار	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	صغریٰ کی مثال	کبریٰ کی مثال	نتیجہ کی مثال
1	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	0	0	0	0
2	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
3	//	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	لَاشَیْ مِنَ الْحَجَرِ بِحَيَوَانٍ	لاشی من الانسان بحجر
4	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0
5	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	0	0	0	0
6	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
7	//	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بَعْضُ الْحَيَوَانِ اِنْسَانٌ	لَاشَیْ مِنَ الْفَرَسِ بانسان	بعض الحیوان لیس بفرس
8	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0

9	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	لاَشَی مِنَ الْحَجَرِ بِحَیَوَانٍ	کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ	لاشی من الحجر بانسان
10	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
11	//	سالبہ کلیہ	0	0	0	0
12	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0
13	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بَعْضُ الْحَیَوَانِ لَیْسَ بِاِنْسَانٍ	کُلُّ نَاطِقٍ اِنْسَانٌ	بعض الحیوان لیس بناطق
14	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
15	//	سالبہ کلیہ	0	0	0	0
16	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0

* * *

شکل ثالث کے نتیجے دینے کی شرائط

اس کے نتیجہ دینے کی بھی دو شرطیں ہیں:

۱۔ صغری کا موجبہ ہونا ۲۔ دونوں مقدمات میں سے کسی ایک کا کلیہ ہونا۔

شکل ثالث میں مذکورہ شرائط کے مطابق چھ ضروب نتیجہ دیتی ہیں۔

نقشہ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

❁......بیس لاکھ نیکیوں کا ثواب......❁

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''جو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ احدا صمدا لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ترجمہ: اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یکتا و بے نیاز نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی'' پڑھے گا اللہ عزوجل اس کیلئے بیس لاکھ نیکیاں لکھے گا۔

❁......جنت میں داخلہ......❁

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صاحب لولاک سیاح افلاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ عزوجل کی رضا کیلئے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو الحی الذی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر کہے گا اللہ عزوجل اسے یہ کلمات پڑھنے کی وجہ سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔''

(جنت میں لے جانے والے اعمال، ص۴۳۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

☆......نقشہ شکل ثالث......☆

نمبر شمار	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ	صغریٰ کی مثال	کبریٰ کی مثال	نتیجہ کی مثال
1	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	كُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ	بعض الحَيَوان ناطق
2	//	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	بَعْضُ الاِنْسَانِ كاتبٌ	بَعْضُ الحَيَوان كاتبٌ
3	//	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	لاشَی مِنَ الاِنْسَانِ بِحِمَارٍ	بعض الحيوان ليس بحمار
4	//	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ	بَعْضُ الاِنْسَانِ لَيْسَ بِكَاتِبٍ بِالْفِعْلِ	بعض الناطق ليس بكاتب بالفعل
5	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	بعض الحيوان انسان	كُلُّ اِنْسَانٍ نَاطِقٌ	بعض الحيوان ناطق
6	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0

8	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0
9	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	0	0	0	0
10	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
11	//	سالبہ کلیہ	0	0	0	0
12	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0
13	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	0	0	0	0
14	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
15	//	سالبہ کلیہ	0	0	0	0
16	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0

* * *

شکل رابع کے نتیجہ دینے کی شرائط

شکل رابع کے نتیجہ دینے کی شرائط تفصیلا مطولات میں مذکور ہیں۔ یہاں صرف مختصرا ذکر کی جائیں گی۔

١۔ دونوں مقدمے موجبہ ہوں۔ ٢۔ صغری کلیہ ہو۔ یا ١۔ دونوں مقدمات ایجاب وسلب میں مختلف ہوں ٢۔ دونوں مقدمات میں سے کوئی ایک کلیہ ہو۔ مذکورہ شرائط کے مطابق شکل رابع میں آٹھ ضروب نتیجہ دیتی ہیں۔

نقشہ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

❁......شاگرد کے آداب......❁

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے لباب الاحیاء میں شاگرد کے 7 آداب بیان فرمائے ہیں

......سب سے پہلے اپنے نفس کو برے اخلاق سے پاک کرے۔

......دنیاوی معاملات میں اپنی مشغولیت کم کرے

......اپنے علم پر تکبر نہ کرے اور نہ اپنے استاد پر حکم چلائے۔

......لوگوں کے اختلاف میں غور وخوض کرنے سے احتراز کرے۔

......پسندیدہ علم کے فنون میں سے کوئی فن نہ چھوڑے۔

......اہم علم کی طرف مشغول ہو اور وہ علم آخرت ہے یعنی علم مکالمہ اور علم مکاشفہ۔

......اپنے باطن کو ان چیزوں سے آراستہ کرے جو اسے اللہ عزوجل کے قریب کر دیں۔

(ملخص از ''لباب الاحیاء''، ص ٣٥، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

☆......نقشہ شکل رابع......☆

نمبر شمار	صغری	کبری	نتیجہ	صغریٰ کی مثال	کبریٰ کی مثال	نتیجہ کی مثال
1	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	كُلُّ نَاطِقٍ اِنْسَانٌ	بعض الحيوان ناطق
2	//	موجبہ جزئیہ	موجبہ جزئیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	بَعْضُ الاَسْوَدِ اِنْسَانٌ	بعض الحيوان اسود
3	//	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ	لَاشَیَ مِنَ الفرس بِانسان	بعض الحيوان ليس بفرس
4	//	سالبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَان	بَعْضُ الاسود لَيْسَ بِانسان	بعض الحيوان ليس باسود
5	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	0	0	0	0
6	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
7	//	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بَعْضُ الاِنْسَانِ اسود	لَاشَیَ مِنَ الحجر بانسان	بعض الاسود ليس بحجر

8	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0
9	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	لا شیء من الانسان بحمار	كل ناطق انسان	لا شيء من الحمار بناطق
10	//	موجبہ جزئیہ	سالبہ جزئیہ	لا شیء من الانسان بحجر	بعض الاسود انسان	بعض الحجر ليس باسود
11	//	سالبہ کلیہ	0	0	0	0
12	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0
13	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ	بعض الحيوان ليس باسود	كل انسان حيوان	بعض الاسود ليس بانسان
14	//	موجبہ جزئیہ	0	0	0	0
15	//	سالبہ کلیہ	0	0	0	0
16	//	سالبہ جزئیہ	0	0	0	0

* * *

مشق

سوال نمبر1: ۔ قیاسِ اقترانی کی تعریف اور اس کی اقسام کی وضاحت کریں۔

سوال نمبر2: ۔ ان اصطلاحات منطق کی تعریفات لکھیں۔

مقدماتِ قیاس۔ اکبر۔ اصغر۔ صغری۔ کبری۔ حدِاوسط۔ قرینہ وضرب۔ شکل۔

سوال نمبر3: ۔ اشکال اربعہ کی تعریفات تحریر کریں۔

سوال نمبر4: ۔ شکل اول کے نتیجہ دینے کی شرائط وضروب مع امثلہ لکھیں۔

سوال نمبر5: ۔ شکل ثانی اور شکل ثالث کے نتیجہ دینے کی شرائط وضروب مع امثلہ لکھیں۔

* * *

☆......امور نافعہ ضروریہ......☆

(1)......حساس: قوت باصرہ، سامعہ، ذائقہ، شامہ، لامسہ والا۔

(2)......ناطق: قوت فکریہ والا۔

(3)......متحرک بالارادہ: اختیاری حرکت والا۔

(4)......صاہل: ہنہنانے کی قوت رکھنے والا۔

(5)......ناہق: رینگنے کی قوت رکھنے والا۔

(6)......نابح: بھونکنے کی قوت رکھنے والا۔

سبق نمبر: 44

﴿......قیاس استثنائی......﴾

وہ قیاس جس میں نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض بعینہ مذکور ہو، نیز اس میں حرفِ استثناء بھی مذکور ہو۔

فائدہ:

اس قیاس میں پہلا قضیہ شرطیہ اور دوسرا حملیہ ہوتا ہے۔ جیسے اِنْ کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ لٰکِنَّ الشَّمْسَ طَالِعَۃٌ، فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ.

وضاحت:

اس مثال میں نتیجہ ”فالنھار موجود“ بعینہ قیاس کے مقدمات میں موجود ہے لہذا یہ قیاسِ استثنائی ہے۔

قیاس استثنائی کی اقسام

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱۔اتصالی ۲۔انفصالی

۱۔قیاس اتصالی:

وہ قیاس استثنائی جس کا پہلا مقدمہ شرطیہ متصلہ ہو۔ جیسے کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَۃً فَالنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ لٰکِنَّ الشَّمْسَ طَالِعَۃ نتیجہ اَلنَّھَارُ مَوْجُوْدٌ.

۲۔ قیاس انفصالی:

وہ قیاس استثنائی جس کا پہلا مقدمہ شرطیہ منفصلہ ہو۔ جیسے ھٰذَالْعَدَدُ اِمَّازَوْجٌ أَوْفَرْدٌ لٰکِنَّہٗ زَوْجٌ . نتیجہ ھٰذَالْعَدَدُ لَیْسَ بِفَرْدٍ.

قیاس اتصالی میں نتیجہ نکالنے کا طریقہ:

جب قیاس میں پہلا قضیہ متصلہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہونگی۔

۱۔ اگر عین مقدم کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ عین تالی ہوگا۔ جیسے اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ لٰكِنَّ الشَّمْسَ طَالِعَةٌ اس کا نتیجہ ہوگا أَلنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ.

۲۔ اگر نقیض تالی کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ نقیض مقدم ہوگا۔ جیسے اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ لٰكِنَّ النَّهَارَ لَيْسَ بِمَوْجُوْدٍ لہذا نتیجہ أَلشَّمْسُ لَيْسَ بِطَالِعَةٍ ہوگا۔

قیاس انفصالی میں نتیجہ نکالنے کا طریقہ:

جب قیاس کا پہلا قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہو تو اس کے نتیجہ کی مندرجہ ذیل چار صورتیں ہونگی۔

۱۔ اگر عینِ مقدم کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ نقیض تالی ہوگا۔ جیسے هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ أَوْ فَرْدٌ لٰكِنَّهٗ زَوْجٌ لہذا نتیجہ فَهُوَ لَيْسَ بِفَرْدٍ ہوگا۔

۲۔ اگر عینِ تالی کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ نقیض مقدم ہوگا۔ جیسے هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ أَوْفَرْدٌ لٰكِنَّهٗ فَرْدٌ لہذا اس کا نتیجہ فَهُوَ لَيْسَ بِزَوْجٍ ہوگا۔

۳۔ اگر نقیض مقدم کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ عین تالی ہوگا۔ جیسے هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ أَوْفَرْدٌ لٰكِنَّه لَيْسَ بِزَوْجٍ لہذا اس کا نتیجہ هُوَ فَرْدٌ ہوگا۔

٤۔ اگر نقیض تالی کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ عین مقدم ہوگا۔ جیسے هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ أَوْفَرْدٌ لٰكِنَّه لَيْسَ بِفَرْدٍ لہذا اس کا نتیجہ هُوَزَوْجٌ ہوگا۔

اگر قیاس انفصالی کا پہلا مقدمہ شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہو:

تو اس کا نتیجہ دو طرح سے ہوگا:

۱۔ اگر نقیض مقدم کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ عین تالی ہوگا۔ جیسے ھٰذَا الشَّیُٔ اِمَّا لَا شَجَرٌ أَوْ لَا حَجَرٌ لٰکِنَّہٗ لَیْسَ بِلَا شَجَرٍ لہٰذا نتیجہ ھُوَ لَا حَجَرٌ ہوگا۔

۲۔ اور اگر نقیض تالی کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ عین مقدم ہوگا۔ جیسے ھٰذَا الشَّیُٔ اِمَّا لَا شَجَرٌ أَوْ لَا حَجَرٌ لٰکِنَّہٗ لَیْسَ بِلَا حَجَرٍ لہٰذا نتیجہ ھُوَ لَا شَجَرٌ ہوگا۔

اگر قیاس انفصالی کا پہلا مقدمہ مانعۃ الجمع ہو:

تو اس کا بھی دو طرح سے نتیجہ ہوگا:

۱۔ اگر عین مقدم کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ نقیض تالی ہوگا۔ جیسے ھٰذَا الشَّیُٔ اِمَّا شَجَرٌ أَوْ حَجَرٌ لٰکِنَّہٗ شَجَرٌ لہٰذا اس کا نتیجہ ھُوَ لَیْسَ بِحَجَرٍ ہوگا۔

۲۔ اگر عین تالی کا استثناء کیا گیا ہو تو نتیجہ نقیض مقدم ہوگا۔ جیسے ھٰذَا الشَّیُٔ اِمَّا شَجَرٌ أَوْ حَجَرٌ لٰکِنَّہٗ حَجَرٌ لہٰذا نتیجہ ھُوَ لَیْسَ بِشَجَرٍ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1: ۔ قیاس کی تعریف و اقسام تحریر کریں۔

سوال نمبر2: ۔ قیاسِ اتصالی میں نتیجہ نکالنے کا طریقہ تحریر کریں۔

سوال نمبر3: ۔ قیاسِ انفصالی میں نتیجہ نکالنے کا طریقہ بیان کریں۔

✱……✱……✱……✱

سبق نمبر: 45

......استقراء و تمثیل......

استقراء کی تعریف:

استقراء کا لغوی معنی تلاش کرنا، اصطلاحی معنی: وہ حجت جس میں جزئی سے کلی پر استدلال کیا جائے۔

وضاحت:

اصطلاح منطق میں کسی کلی کی اکثر جزئیات کی تفتیش کر کے کسی خاص وصف کا حکم پوری کلی پر لگانا استقراء کہلاتا ہے۔ جیسے ہم نے دیکھا کہ انسان، فرس، غنم، وغیرہ چباتے وقت نیچے والا جبڑا ہلاتے ہیں تو ہم نے تمام حیوانوں پر حکم لگا دیا کہ ہر حیوان چباتے وقت نیچے والا جبڑا ہلاتا ہے۔

تمثیل کی تعریف:

لغوی معنی: تشبیہ دینا، اصطلاحی معنی: وہ حجت ہے جس میں ایک جزئی کا حکم دوسری جزئی میں کسی ''علتِ مشترکہ'' کی وجہ سے ثابت کیا جائے۔

وضاحت:

ایک جزئی میں کسی خاص علت کی وجہ سے ایک حکم پایا گیا۔ وہی علت کسی دوسری جزئی میں نظر آئی تو اس ''علت مشترکہ'' کی وجہ سے پہلی جزئی کا حکم دوسری جزئی میں ثابت کر دینے کا نام تمثیل ہے۔ جیسے خمر ایک جزئی ہے ''علتِ نشہ'' کی وجہ سے اسکا حکم حرام

ہونا ہے یہی نشہ کی علت ایک دوسری جزئی ''بھنگ'' میں نظر آئی تو اس ''علتِ مشترکہ'' کی وجہ سے حرام ہونے کا حکم بھنگ پر بھی لگا دیا گیا۔

تمثیل میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ مقیس علیہ (جس پر قیاس کیا گیا ہو)

۲۔ مقیس (جس کو قیاس کیا گیا ہو)

۳۔ علت

٤۔ حکم ، مذکورہ مثال میں ''خمر'' مقیس علیہ۔ ''بھنگ'' مقیس۔ ''نشہ'' علت۔ اور ''حرام'' ہونا حکم ہے۔

نوٹ:

استقراء وتمثیل سے حاصل ہونے والا علم ظنی ہوتا ہے۔ استقراء سے اس لئے کہ ممکن ہے اس کلی کی کوئی ایسی جزئی بھی ہو جس میں وہ خاص وصف نہ پایا جاتا ہو اور وہ ہماری تلاش میں نہ آئی ہو اور تمثیل سے اس لیے کہ ہوسکتا ہے جس چیز کو حکم کیلئے علت قرار دیا گیا ہے وہ علت نہ ہو بلکہ علت کوئی اور ہو۔

☆☆☆☆☆

فرامین امیر اھلسنت دامت برکاتہم العالیہ

......عاشقانِ رسول کی صحبت گناہوں کی دَوا ہے۔

......اَصل مالدار قانع (یعنی قناعت کرنے والا اور)، شاکر (شکر کرنے والا) ہے۔

سبق نمبر: 46

﴿......مادہ کے اعتبار سے قیاس کی تقسیم......﴾

اس اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں انہیں صناعاتِ خمسہ اور موادِ اَقْیِسہ بھی کہا جاتا ہے:

۱۔ برھانی ۲۔ جدلی ۳۔ خطابی ٤۔ شعری ٥۔ سفسطی

۱۔ قیاس برھانی:

وہ قیاس ہے جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو یعنی جو یقین کا فائدہ دیتے ہوں۔

جیسے: أَلْعَالَمُ مُتَغَيِّرٌ وَ كُلُّ مُتَغَيِّرٍ حَادِثٌ فَالْعَالَمُ حَادِثٌ.

۲۔ قیاس جدلی:

وہ قیاس ہے جو مقدمات مشہورہ یا مسلمہ سے مرکب ہو یعنی جو مشہور ہوں یا کسی ایک فریق کے نزدیک مسلّم ہوں۔ جیسے کسی کو بے گناہ قتل کرنا ظلم ہے اور ہر ظلم واجب الترک ہے لہذا بے گناہ کو قتل کرنا واجب الترک ہے۔ شراب پینے سے اچھے برے کی تمیز نہیں رہتی ہر وہ چیز جس سے اچھے برے میں تمیز نہ رہے اسے ترک کرنا واجب ہے لہذا شراب پینے کو ترک کرنا واجب ہے۔

۳۔ قیاس خطابی:

وہ قیاس جو مقدمات مقبولہ یا مظنونہ سے مرکب ہو یعنی جن کے صحیح ہونے کا غالب گمان ہو اور واعظین اپنے وعظوں میں استعمال کرتے ہوں۔ جیسے تجارت نفع بخش ہے اور ہر نفع بخش چیز کو اختیار کرنا چاہیے لہذا تجارت کو اختیار کرنا چاہیے۔

٤۔ قیاس شعری:

وہ قیاس جو قضایا مخیلہ سے مرکب ہو یعنی جو محض خیالی ہوں خواہ واقعتاً سچے ہوں یا جھوٹے۔ جیسے: میرا محبوب چاند ہے اور ہر چاند عالم کو روشن کرتا ہے لہذا میرا محبوب عالم کو روشن کرتا ہے۔

٥۔ قیاس سفسطی:

وہ قیاس جو مقدمات وہمیہ کاذبہ سے مرکب ہو یعنی جو محض وہمی اور جھوٹے ہوں لیکن سچے قضایا کے مشابہ ہوں۔ جیسے **العقلُ موجودٌ .وکلُّ موجودٍ مشارٌالیه. فالعقلُ مشارٌالیه.** اسی طرح انسان کی تصویر دیکھ کر کہنا، یہ انسان ہے۔ اور ہر انسان ناطق ہے۔ لہذا یہ ناطق ہے۔

قیاس برھانی کی اقسام

قیاس برھانی کی دو قسمیں ہیں:

١۔ دلیل لِمّی ٢۔ دلیل اِنّی

١۔ دلیل لمی:

جس قیاس میں حدِ اوسط نتیجے کے جاننے کیلئے علت بننے کے ساتھ حقیقت میں بھی نتیجے کیلئے علت ہو اسے دلیل لمی کہتے ہیں۔ جیسے گھر میں آگ جل رہی ہے۔ جہاں آگ جلتی ہے وہاں دھواں اٹھتا ہے۔ پس گھر سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ اس مثال میں آگ (جو حداوسط ہے) سے ہمیں دھواں کے اٹھنے کا علم ہوا اسی طرح حقیقت میں بھی آگ دھواں کیلئے علت ہے لہذا یہ قیاس دلیلِ لمی ہے۔

۲۔ دلیل انی:

جس قیاس میں حد اوسط نتیجے کے جاننے کیلئے تو علت بن رہی ہو لیکن حقیقت میں وہ نتیجے کیلئے علت نہ ہو اسے دلیل انی کہتے ہیں۔ جیسے گھر سے دھواں اٹھ رہا ہے جہاں دھواں اٹھتا ہے وہاں آگ جلتی ہے۔ پس گھر میں آگ جل رہی ہے۔ اس مثال میں دھواں (جو حد اوسط ہے) سے ہمیں آگ کے جلنے کا علم ہوا لیکن حقیقت میں دھواں آگ کے جلنے کی علت نہیں بلکہ معاملہ برعکس ہے یعنی آگ کا جلنا دھواں کیلئے علت ہے۔ لہذا یہ قیاس دلیلِ انی ہے۔

اعلی حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، پروانہ شمع رسالت، عاشق ماہ نبوت، حضرت علامہ ومولانا الشاہ **امام احمد رضا خان** بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لِمّ ہے یہ، وہ اِنّ ہوا، تم پہ کروڑوں درود

فائدہ:

دلیل لمی وانی کی تعریف یوں بھی کی جاتی ہے۔ علت سے معلول کو سمجھنا دلیل لمی جبکہ معلول سے علت کو سمجھنا دلیل انی کہلاتا ہے۔ جیسے آگ سے دھواں کو سمجھنا دلیل لمی جبکہ دھواں سے آگ کو سمجھنا دلیل انی ہے۔

☆☆☆☆☆

مشق

سوال نمبر1:۔ استقراء کی تعریف مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر2:۔ تمثیل کی تعریف مثال دے کر بیان کریں۔

سوال نمبر3:۔ صناعات خمسہ تفصیلا تحریر کریں۔

سوال نمبر4:۔ دلیل لمی، اور دلیل انی کی وضاحت کریں۔

◆ …… ◆ …… ◆ …… ◆

☆……بہترین علم……☆

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی مایہ ناز تصنیف ''لباب الاحیاء'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

''جاننا چاہیے کہ بہترین علم وہ ہے جس کا مقصد اللہ عزوجل کی معرفت حاصل کرنا ہو اور یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی معلوم نہیں اور اس میں سب سے اعلی درجہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا ہے پھر اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالی اور اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

منقول ہے کہ پہلے کے دو دانا شخصوں کے پاس دو ایسی تحریریں پائی گئیں جن میں سے ایک یہ تھی: ''اگر تم مکمل طور پر نیکی کر لو تو یہ گمان نہ کرو کہ تم نے کچھ نیکی کی ہے جب تک اللہ عزوجل کی معرفت حاصل نہ ہو اور تمہیں معلوم نہ ہو جائے کہ وہی مسبب الاسباب اور تمام اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے۔'' اور دوسری میں یہ لکھا ہوا تھا: ''اللہ عزوجل کی معرفت حاصل ہونے سے پہلے میں پانی پیتا تھا مگر پھر بھی پیاسا رہتا تھا لیکن جب مجھے اس کی معرفت حاصل ہو گئی تو میں کوئی چیز پیئے بغیر بھی سیراب رہتا ہوں۔''

(لباب الاحیاء، ص ۳۵، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

سبق نمبر: 47

......قیاس کے قضایا کی اقسام......

وہ قضایا جن سے مل کر قیاس بنتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔یقینیہ ۲۔غیر یقینیہ

قضایا یقینیہ کی اقسام

ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔بدیہیات ۲۔نظریات جو بدیہی طور پر یقین تک پہنچانے والے ہوں۔

قضایائے بدیہیہ کی اقسام

ان کی چھ قسمیں ہیں:

۱.أَوَّلِیَات ۲.مُشَاهَدَات ۳. مُتَوَاتِرَات

٤. تَجْرِبَات ٥. حَدْسِيَّات. ٦.فِطْرِيَّات

۱۔اولیات:

وہ قضایا بدیہیہ جن میں یقین محض تصور طرفین اور تصور نسبت سے حاصل ہو اور کسی واسطے یا دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے اَلْکُلُّ أَعْظَمُ مِنَ الْجُزْءِ (کل جز سے بڑا ہے)۔

۲۔ مشاهدات:

وہ قضایا بدیہیہ جن کے متیقن ہونے کیلئے ''حس ظاہر'' یا ''حس باطن'' کا واسطہ بھی ضروری ہو۔ جیسے أَلشَّمْسُ طَالِعَةٌ، أَنَا جَائِعٌ میں بھوکا ہو۔

وضاحت:

أَلشَّمُسُ طَالِعَةٌ اس مثال میں آنکھ کے ذریعے ہمیں معلوم ہوا کہ سورج چمکنے والا ہے یہ ظاہری حس کی مثال ہے اور انا جائع میں بھوک کا حکم لگانا حس باطنی کی مثال ہے۔

فائدہ:

جن قضایا میں ''حسِ ظاہر'' کی ضرورت ہو تو ان قضایا کو ''حسیات'' اور جن میں ''حسِ باطن'' کی ضرورت ہو انہیں ''وجدانیات'' کہتے ہیں۔

٣۔ متواترات:

وہ قضایا بدیہیہ جن کا یقین ایسی جماعت کے خبر دینے سے حاصل ہو جن کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلا محال ہو۔ جیسے سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا روضہ اقدس مدینہ منورہ میں ہے۔

٤۔ تجربیات:

وہ قضایا بدیہیہ جن پر یقین بار بار تجربہ کی بنا پر حاصل ہوا ہو۔ جیسے ڈسپرین سر درد کیلئے مفید ہے۔

٥۔ حدسیات:

وہ قضایائے بدیہیہ جن پر یقین کیلئے حدس بھی درکار ہو حدس کا مطلب مبادی مرتبہ کا ذہن پر دفعتہً منکشف ہونا۔ مثلا: ادراک الاصوات بالسامعة، ادراک الالوان والاشکال بالباصرة ۔ آوازوں کا ادراک قوت سماعت سے اور رنگوں اور شکلوں کا ادراک قوت بصارت سے حاصل ہوتا ہے۔

٦۔ فطریات:

وہ قضایا بدیہیہ کہ جب وہ ذہن میں آئیں تو ساتھ ہی دلیل بھی ذہن میں آجائے۔ جیسے اَلْأَرْبَعَۃُ زَوْجٌ ۔ اس قضیہ کے ذہن میں آتے ہی فورا دلیل بھی ذہن میں آجاتی ہے کہ چار دو حصوں میں برابر تقسیم ہوجاتا ہے اور جو دو برابر حصوں میں تقسیم ہوجائے وہ جفت ہوتا ہے لہذا چار جفت ہے۔

قضایا غیر یقینہ کی اقسام

ان کی سات قسمیں ہیں:

١ .مُسَلَّمَات ٢. مَشْهُوْرَات ٣. مَقْبُوْلات ٤. مَظْنُوْنَات

٥. مُخَيَّلات ٦. مُشَبَّهَات ٧. وَهْمِيَات

١۔ مسلمات:

وہ قضایا جو بحث کرنے والے دونوں فریقوں کے درمیان تسلیم شدہ ہوں۔ جیسے: اَلظُّلْمُ قَبِيْحٌ۔

٢۔ مشہورات:

وہ قضایا جن میں کسی قوم کی رائیں متفق ہوں۔ جیسے: اَلْاِحْسَانُ حَسَنٌ.

٣۔ مقبولات:

بلند مرتبہ ہستیوں کے وہ اقوال جن کو لوگ ''حسن ظن'' کی بناء پر قبول کرتے ہیں۔

جیسے امیر اہلسنت شیخ طریقت رہبر شریعت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ ومولانا

ابو بلال محمد الیاس عطّار

قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کا یہ فرمان ہے:

’’جسے یہ گر آ گیا کہ کونسی بات کہاں کرنی ہے تو وہ معاشرے کا بے تاج بادشاہ بن گیا۔‘‘

٤۔ مظنونات:

وہ قضایا جن میں حکم، ظنِ غالب کی بنا پر لگا دیا جاتا ہو۔ جیسے: زید رات کو چھپ چھپ کر گلیوں میں گھومتا ہے اور ہر وہ شخص جو چھپ چھپ کر گلیوں میں رات کو گھومے چور ہوتا ہے لہذا زید چور ہے۔

وضاحت:

یہاں زید پر چوری کا حکم ’’ظنِ غالب‘‘ کی وجہ سے لگایا گیا ہے یقین کی وجہ سے نہیں۔

٥۔ مخیلات:۔

وہ قضایا کہ جن کی وجہ سے ذہن میں رغبت یا نفرت پیدا ہوتی ہو۔ جیسے: اَلْعَسَلُ حُلْوَةٌ (شہد میٹھا ہے)۔

٦۔ مشبّہات:

وہ قضایا جن میں محض صورۃً مشابہت کی بناء پر حکم لگایا جاتا ہے۔ جیسے: گھوڑے کی تصویر دیکھ کر کہا ھٰذَا فَرَسٌ.

٧۔ وھمیات:

وہ جھوٹے قضیے جس میں وہم، غیر محسوس کو محسوس قیاس کرنے لگے۔ جیسے: اَلْعَقْلُ مُشَارٌ اِلَیْہِ۔

☆☆☆☆☆

خاتمه

اس سے مراد وہ آٹھ چیزیں ہیں جن کو متقدمین اپنی کتابوں کے شروع میں کسی علم کو مکمل طور پر سمجھنے اور طلباء میں شوق ورغبت بڑھانے کیلئے ذکر کرتے ہیں۔

(۱)...... **غرض علم:** یعنی علت غائیہ: تاکہ بے کار چیز کو حاصل کرنا لازم نہ آئے۔

(۲)...... **منفعت علم:** تاکہ علم کے حصول میں مشقتوں کا برداشت کرنا سہل ہوجائے۔

(۳)...... **وجہ تسمیہ:** یعنی اس علم کا نام رکھنے کی وجہ مثلاً یہ بیان کرنا کہ علم منطق کو منطق کیوں کہا جاتا ہے یا نحو کو نحو کیوں کہا جاتا ہے۔

(٤)...... **مؤلف:** یعنی کسی کتاب کی ابتداء میں اس کتاب کے مؤلف کا ذکر کرنا تاکہ طالب علم اس کی شان وعظمت کی وجہ سے مطمئن ہوجائے۔

(٥)...... **مرتبہ علم:** تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس علم کو کس علم سے پہلے اور کس علم کے بعد پڑھا جائے۔

(٦)...... **جنس علم:** یعنی یہ علم علوم عقلیہ میں سے ہے یا نقلیہ میں سے، اصول سے ہے یا فروع سے، تاکہ طالب علم وہی مسائل اس علم میں طلب کرے جو اس علم کے لائق ہے۔

(۷)...... **ابواب کتاب یا ابواب علم:** یعنی کسی علم میں کتاب کی تقسیم اور ابواب بندی۔

(۸)...... **تعلیم کے طریقے:** یہ تقسیم، تحلیل، تحدید اور برہان کا نام ہیں، تاکہ طالب علم جان سکے کہ کتاب ان طریقوں پر مشتمل ہے یا بعض طریقوں پر۔

تمت

مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ 141 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی 19 کتب ورسائل

﴿شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت علیه رحمة رب العزت﴾

اردو کتب:

1……الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ اول) (کل صفحات 250)

2……کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (کِفْلُ الْفَقِیْهِ الْفَاهِمِ فِيْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِمِ) (کل صفحات:199)

3……دعاء کے فضائل (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَهٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِأَحْسَنُ الْوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

4……والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوقُ لِطَرْحِ الْعُقُوْقِ) (کل صفحات:125)

5……اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِيْ) (کل صفحات:100)

6……ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات:74)

7……ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَالٍ) (کل صفحات:63)

8……ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَةُ) (کل صفحات:60)

9……شریعت وطریقت (مَقَالُ الْعُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاءِ) (کل صفحات:57)

10……عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِيْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَةِ الْعِیْدِ) (کل صفحات:55)

11……حقوق العباد کیسے معاف ہوں (اعجب الامداد) (کل صفحات 47)

12……معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

13……راہِ خدا عزَّ وجلَّ میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

14……اولاد کے حقوق (مشعلة الارشاد) (کل صفحات 31)

عربی کتب:

15، 16، 17، 18……جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث والرابع) (کل صفحات:570، 672، 713، 650)

19…… اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِیَّةِ (کل صفحات:93)

20…… تَمْهِیْدُ الْاِیْمَان ۔ (کل صفحات:77)

21……کِفْلُ الْفَقِیْهِ الْفَاهِمُ (کل صفحات:74)

22…… اَجْلَی الْاِعْلَامِ (کل صفحات:70)

23……اِقَامَةُ الْقِیَامَةِ (کل صفحات:60)

24…… اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَةُ (کل صفحات:62)

25……اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِیُّ (کل صفحات:46)

عنقریب آنے والی کتب

1……جَدُّ الْمُمْتَارِ عَلٰی رَدِّالْمُحْتَارِ (المجلدالخامس)

2……فضائل دعا

3……اولاد کے حقوق کی تفصیل (مشعلة الارشاد)

4 ……الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (حصہ دوم)

شعبہ تراجمِ کتب

1...... جہنم میں لے جانے والے اعمال..جلد اول (الزواجر عن اقتراف الکبائر) (کل صفحات:853)

2......جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِی ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ) (کل صفحات:743)

3......احیاءالعلوم کا خلاصہ (لباب الاحیاء) (کل صفحات:641)

4......عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات:412)

5......آنسوؤں کا دریا (بَحْرُالدُّمُوْع) (کل صفحات:300)

6...... الدعوۃ الی الفکر (کل صفحات:148)

7......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّۃُالْعُیُوْنِ وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:138)

8......مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روشن فیصلے (اَلْبَاھِرُفِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاھِر) (کل صفحات:112)

9......راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّمْ) (کل صفحات :102)

10...... دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّھْدُوَ قَصْرُالْاَمَل) (کل صفحات:85)

11......حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:74)

12......بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَاالْوَلَد) (کل صفحات:64)

13...... شاہراہ اولیاء (مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْنَ) (کل صفحات:36)

14......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْھِیْدُ الْفَرْشِ فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْشِ) (کل صفحات:28)

15......حکایتیں اور نصیحتیں (الروض الفائق) (کل صفحات:649)

عنقریب آنے والی کتب

1......راہ نجات ومہلکات جلد اول (الحدیقۃالندیۃ)

2......حلیۃ الاولیاء (مترجم، حصہ اول)

شعبہ درسی کتب

(1) دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ (صفحات:241)

(2) کتاب العقائد (کل صفحات:64)

(3) عنایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو (صفحات:287)

(4) الاربعین النوویۃ (صفحات:121)

(5) نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر (صفحات:175)

(6) گلدستہ عقائد واعمال (صفحات:180)

(7) شرح الاربعین النوویۃ (صفحات: 155)

(8) صرف بہائی مع حاشیہ صرف بنائی (کل صفحات:55)

(9) المحادثۃ العربیۃ (صفحات:101)

(10) تعریفات نحویہ (صفحات:45)

(11) مَراح الارواح (صفحات:241)

(12) نصاب الصرف (صفحات:343)

(13) شرح مئة عامل (صفحات:38)

(14) نصاب التجوید (صفحات:79)

(15) مقدمة الشیخ مَعَ التحفة المرضیة

(16) نصابِ اصولِ حدیث (صفحات:95)

(17) التعلیق الرضوی علیٰ صحیح البخاری (صفحات:451)

(18) نور الایضاح مَعَ حاشیته" النور والضیاء من افادات الامام احمد رضا" (صفحات:383)

(19) انوار الحدیث (صفحات:466)

(20) شرح العقائد النَسَفِیَّة مَعَ حاشیته جمع الفرائد (صفحات:381)

(21) جلالین مَعَ حاشیته انوار الحرمین (صفحات 3000، جاری)

(22) نصاب المنطق صفحات ۱۴۶

(23) نصاب النحو

(24) خاصیاتِ ابواب الصرف صفحات ۱۴۱

(25) تلخیصِ اصول الشاشی صفحات ۱۴۴

(26) شرح مأة عامل مع حاشیته الفرح الکامل صفحات ۱۳۴

عنقریب آنے والی کتب

1...... قصیده برده مع شرح خرپوتی

2......حسامی مع شرحه النامی

﴿شعبہ تخریج﴾

1...... بہارشریعت، جلداوّل (حصہ اول تا ششم، کل صفحات 1360)

2......جنتی زیور (کل صفحات:679)

3......عجائب القران مع غرائب القران (کل صفحات:422)

4...... بہارشریعت (سولہواں حصہ، کل صفحات 312)

5......صحابہ کرام رضی الله عنهم کا عشقِ رسول صلی الله علیه وسلم (کل صفحات:274)

6......علم القرآن (کل صفحات:244)

7......جہنم کے خطرات (کل صفحات:207)

8......اسلامی زندگی (کل صفحات:170)

9......تحقیقات (کل صفحات:142)

10......اربعین حنفیہ (کل صفحات:112)

11......آئینۂ قیامت (کل صفحات:108)

12......اخلاق الصالحین (کل صفحات:78)

13......کتاب العقائد (کل صفحات:64)

14......اُمہات المؤمنین (کل صفحات:59)

15...... اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)

16...... حق وباطل کا فرق (کل صفحات:50)

17 تا 23......فتاوی اہل سنت (سات حصے)

24......بہشت کی کنجیاں (کل صفحات:249)

25......سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (کل صفحات:875)

26......بہارشریعت حصہ ۷ (کل صفحات 133)

27......بہارشریعت حصہ ۸ (کل صفحات 206)

28......کراماتِ صحابہ (کل صفحات 346)

29...... سوانح کربلا (کل صفحات:192)

عنقریب آنے والی کتب

1......بہارشریعت حصہ ۹

2......منتخب حدیثیں

3......معمولات الابرار

4......جواہر الحدیث

شعبہ اصلاحی کتب

1......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)

2......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325)

3......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ (کل صفحات:255)

4......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)

5......نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196)

6......تربیتِ اولاد (کل صفحات:187)

7......فکرِ مدینہ (کل صفحات:164)

8......خوفِ خدا عزوجل (کل صفحات:160)

9......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152)

10......توبہ کی روایات وحکایات (کل صفحات:124)

11......فیضانِ چہل احادیث (کل صفحات:120)

12......غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے حالات (کل صفحات:106)

13......مفتیِ دعوتِ اسلامی (کل صفحات:96)

14......فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات:87)

15......احادیثِ مبارکہ کے انوار (کل صفحات:66)

16......کامیاب طالب علم کون؟ (کل صفحات:تقریباً63)

17......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62)

18......بدگمانی (کل صفحات:57)

19......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)

20......نماز میں لقمہ کے مسائل (کل صفحات:39)

21......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)

22......ٹی وی اور مووی (کل صفحات:32)

23......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟ (کل صفحات:32)

24......طلاق کے آسان مسائل (کل صفحات:30)

25......فیضانِ زکوۃ (کل صفحات:150)

26......ریاکاری (کل صفحات:170)

شعبہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ

1......آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات275)

2......قومِ جنّات اور امیر اہلسنّت (کل صفحات:262

3......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220)

4......شرح شجرہ قادریہ (کل صفحات:215)

5......فیضان امیر اہلسنّت (کل صفحات:101)

6......تعارفِ امیر اہلسنّت (کل صفحات:100)

7......گونگا مبلغ (کل صفحات:55)

8......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (1) (کل صفحات:49)

9......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط (2) (کل صفحات:48)

10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48)

11......غافل درزی (کل صفحات:36)

12......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33)

13......کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32)

14......ہیرونچی کی توبہ (کل صفحات:32)

15......ساس بہو میں صلح کا راز (کل صفحات:32)

16......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)

17......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)

18......عطاری جن کا غسلِ میّت (کل صفحات:24)

19......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32)

20......دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)

21......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)

22......تذکرۂ امیر اہلسنت قسط سوم (سنّت نکاح) (کل صفحات:86)

23......مدینے کا مسافر (کل صفحات:32)

24......فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات:32)

عنقریب آنے والے رسائل

1......اعتکاف کی بہاریں (قسط1)
2......اسلامی بہنوں میں مدنی انقلاب قسط2 (معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟)
3......انفرادی کوشش کی مدنی بہاریں قسط2 (نومسلم کی درد بھری داستان)
4......V.C.D کی مدنی بہاریں قسط3 (رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟)

﴿شعبہ مدنی مذاکرہ﴾

1......وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48)
2......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
3...... پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات:48)
4...... بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48)

عنقریب آنے والے رسائل

1......اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب
2......دعوت اسلامی اصلاحِ امت کی تحریک